عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد : ۴۵	۲۸ ذوالقعدہ تا ۵ ذوالحجہ ۱۴۴۷ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۲۶ء	شمارہ : ۱۹

قربانی کے مسائل

عشرۂ ذوالحجہ

فضیلت و اہمیت

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے

تاریخی مقامات

Website: www.khatmenubuwwat.net www.khatm-e-nubuwwat.info www.amtkn.com

Email: editorkn@yahoo.com

آپ کے مسائل

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

پاک مال سے فریضہ حج ادا کیا جائے

س:.... اگر کسی شخص پر حج فرض ہو چکا ہو، لیکن اس کے پاس حج ادا کرنے کے لئے حلال مال موجود نہ ہو تو وہ اسی مال سے حج کر لے؟ یا کہ کسی سے حلال مال قرض لے کر حج کرے اور پھر بعد میں اس کو قرض ادا کرنے کے لئے حرام مال میں سے ادا کر دے، کیا صورت بہتر ہے؟

ج:.... حج فرض ہونے کے لئے مال حلال یا غالب مال کا حلال ہونا ضروری ہے اور کوئی شخص حلال مال قرض لے کر حج کر لے تو اس کا حج صحیح ہے۔ حج جیسی عظیم عبادت کو حلال مال سے ادا کرنا چاہئے۔ مال حرام سے جو حج کیا جائے وہ قبول نہیں، بلکہ مردود ہے۔

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ:

''عن ابی هریرةؓ قال قال رسول اللهﷺ! ان الله طيب لايقبل الا طيباً، و ان الله امر المومنين بما امر به المرسلين فقال: يايها الرسل كلوا من الطيبات و اعلموا صالحاً انى بما تعملون عليم، وقال: يايها الذين امنوا كلوا من طيبات مارزقنكم۔ ثم ذكر الرجل يطيل السفر اشعث اغبر يمديديه الى السماء يارب يارب و مطعمه حرام و مشربه حرام و ملبسه حرام و غذى بالحرام فانى يستجاب لذالك۔ رواه مسلم۔''

(مشکوٰۃ، ج:۲، ص:۲۴۱، باب الکسب وطلب الحلال)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود بھی پاک ہیں اور پاک چیز کو ہی قبول فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو حکم دیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے رسولو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ (المومن:۵۱) اور فرمایا: اے ایمان والو! ان پاک چیزوں میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دیں ہیں۔ (البقرہ:۱۷۲)، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا ذکر فرمایا جو طویل سفر کر کے حج کو جائے، اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہوں، بدن اور کپڑے میلے کچیلے ہوں اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے کہتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور حرام غذا سے اس کی پرورش ہوئی، پس اس کی دعا کیسے قبول ہو؟''

اس لئے جو شخص چاہتا ہو کہ اس کو حج مقبول کی سعادت نصیب ہو اس کو لازم ہے کہ حلال اور پاک مال سے حج ادا کرے اور علماء کرام فرماتے ہیں کہ جس شخص کے پاس حلال مال موجود نہ ہو تو وہ کسی غیر مسلم سے قرض لے کر حج کرے اور مسلمان جب اس سے قرض لے گا تو وہ رقم مسلمان کے لئے حلال ہوگی۔ اس سے صدقہ بھی کر سکتا ہے، حج بھی کر سکتا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد: ۴۵ | ۲۸ ذوالقعدہ تا ۵ ذوالحجہ ۱۴۴۷ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ مئی ۲۰۲۶ء | شمارہ: ۱۹

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست
حضرت مولانا حافظ محمد ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

مضمون	صفحہ	مصنف
مولانا اشرف علی خانؒ کی رحلت	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
عشرۂ ذوالحجہ... فضیلت واہمیت	۷	مولانا ڈاکٹر امجد حسین
قربانی کے مسائل	۹	حضرت مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ
مکہ مکرمہ ومدینہ منورہ کے تاریخی مقامات	۱۵	ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی
حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ	۲۰	مولانا محمد مجیب الرحمٰن دیودرگی
مرزا قادیانی کے دعاوی... ایک نظر میں	۲۴	مولانا عبدالحکیم نعمانی

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۱۶۷ فصل:....۸ھ کے واقعات

۳۱۔عبد بن زمعہ بن قیس بن عبد شمس القرشی العامری، یہ حضرت سودہ بنتِ زمعہ کے بھائی ہیں، قسطلانی نے شرح بخاری میں اسی طرح ذکر کیا ہے، فتحِ مکہ کے ایام میں عبد بن زمعہ کی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے زمعہ کی لونڈی کے لڑکے کے بارے میں مخاصمت ہوئی تھی اور اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد بن زمعہ کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے فرمایا تھا:''الولد للفراش وللعاھر الحجر'' یعنی بچہ اسی کا ہے جس کے فراش پر پیدا ہو، اور زانی کے لئے پتھر ہے۔ یہ قصہ صحیح بخاری وغیرہ میں مفصل مذکور ہے، جس لڑکے کے بارے میں یہ مخاصمت ہوئی تھی اس کا نام عبدالرحمٰن بن زمعہ ہے، اور اس لونڈی کا نام جو اس بچے کی والدہ تھی، قریبہ بنتِ اُمیہ بن مغیرہ ہے، جیسا کہ اُسد الغابہ وغیرہ میں ہے، اگرچہ قسطلانی نے شرح بخاری میں کہا ہے کہ اس لونڈی کا نام معلوم نہیں ہوسکا۔

۳۲۔خریم (خائے معجمہ اور رائے مہملہ کے ساتھ بصیغۂ تصغیر) ابن فاتک بن اخرم الاسدی، ان کا تعلق اسد خزیمہ سے تھا، یہ طویل زلفیں رکھتے تھے، صحیح یہ ہے کہ یہ اور ان کے بھائی سبرہ بن فاتک بہت مدّت پہلے اسلام لاچکے تھے اور غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔

۳۳۔خریم مذکور کے صاحب زادے ایمن بن فاتک، وہ اس وقت نوجوان لڑکے تھے۔

۳۴۔ابو واقد اللیثی، لیث بنی کنانہ سے، ان کا نام حارث بن اسید ہے، کہا گیا ہے کہ یہ فتحِ مکہ سے قبل اسلام لائے، یہ کہنا قولِ صحیح نہیں کہ وہ غزوۂ بدر میں شریک ہوئے۔

۳۵۔فتحِ مکہ کے بعد عتاب (بفتح عین وتشدید تائے فوقانی) بن اسید (بفتح ہمزہ) ابن ابی العیص (بکسر عین مہملہ) ابن اُمیہ القرشی الاموی المکی اسلام لائے، اور اسلام میں خوب عمدگی پیدا کی، چنانچہ اسی سال ۸ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ کا عامل مقرّر کیا، اور اس سال عتاب ہی نے لوگوں کو حج کرایا، جیسا کہ قبل ازیں اسی فصل میں گزر چکا ہے۔

۳۶۔عبداللہ الزبعریٰ (بکسر زائے معجمہ وفتح بائے موحدہ، وسکونِ عین مہملہ بعد اَزاں رائے مہملہ، پھر الف مقصورہ) بن قیس القرشی السہمی، مشہور شاعر تھے اور قبل ازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید عداوت رکھتے تھے۔

۳۷۔عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے رضاعی بھائی، یہ قبل ازیں اسلام لاچکے تھے اور کتابتِ وحی پر مامور تھے، بعد اَزاں مرتد ہوگئے، دوبارہ فتحِ مکہ میں اسلام لائے اور اس کے بعد اپنے اسلام پر ثابت قدم رہے۔

۳۸۔عقبہ بن حارث بن عامر ابوسروعہ القرشی النوفلی، یہ وہی صاحب ہیں جنھوں نے ۴ھ میں صحابیِ جلیل حضرت خبیب رضی اللہ عنہ بن عدی کو قتل کیا تھا، بعد اَزاں اللہ تعالیٰ نے ان کو اِسلام کی ہدایت عطا فرمائی، حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا واقعہ سرایا کے باب میں ۳ھ کے سرایا میں گزر چکا ہے۔ (جاری ہے)

ادار یہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مولانا اشرف علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

۲۳/اپریل ۲۰۲۶ء کو جامعہ تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی کے مہتمم جناب صاحبزادہ مولانا اشرف علی خان انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ہمارے ملک عزیز کے نامور قومی رہنما، داعی ومبلغ اسلام شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کے وصال کے بعد جامعہ تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی کے مہتمم حضرت مولانا قاضی احسان الحقؒ بنے، آپ نے اپنے والد مرحوم کی امانت کو خوب ثمر بار رکھا۔ ان کے وصال کے بعد ان کے برادر خورد مولانا اشرف علی خانؒ کو جامعہ کا مہتمم مقرر کیا گیا۔ مولانا اشرف علی اپنے والد گرامی کی حیات میں کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ لیکن اپنے برادر اکبر گرامی قدر کے وصال کے بعد تمام کاروبار ترک کر کے خالصۃً جامعہ کے اہتمام، جامع مسجد کی خطابت، پرانا قلعہ کی مسجد و مدرسہ کے انتظام وانصرام کے لیے خود کو وقف کر دیا۔ آپ نے اس میدان میں قدم کیا رکھا کہ اپنے والد گرامی کے تمام خیر کے جاری کاموں کو بام عروج پر پہنچا دیا۔ جس نے بھی آپ کی مساعی جمیلہ کو دیکھا، جھوم اٹھا۔ اس دوران ایک دفعہ ایک حادثہ میں جامعہ کی پوری عمارت خاکستر ہوگئی۔ جامع مسجد کا بھی نقصان ہوا۔ خود آپ کے صاحبزادے جاں بحق ہو گئے۔ جس نے سنا، وہیں پر وہ غم زدہ ہو گیا۔ اس سانحہ پر اگر خیر خواہوں کا یہ حال تھا تو خود مولانا اشرف علی خان پر کیا گزری ہوگی؟ اللہ، اللہ! حق تعالیٰ نے اس قیامت خیز سانحہ پر آپ کو کوہ استقامت اور جبل جرأت بنا دیا، اپنی تمام تر بیماریوں کو بھول گئے۔ تمام آنے والے مہمانوں کو سہارا دینا، مسجد و مدرسہ کی تعمیر نو کے لیے کمر بستہ ہونا، دن، رات، صبح و شام، گرد و گرما کی پرواہ کیے بغیر آگے بڑھے، قدرت حق نے اپنی رحمت خاص سے آپ کا ہاتھ تھاما، پہلے سے کہیں زیادہ وسیع وعریض خوشنما جامعہ تعلیم القران اور جامع مسجد کی تعمیر ثانی کے مرحلہ کو سر کر لیا۔

ان تمام حوصلہ شکن حالات کے باوجود ایک دن بھی جامعہ کی تعلیمی سرگرمیوں کو معطل نہیں کیا، بس تعلیم القرآن کی بجائے انہیں پرانے قلعہ کی مسجد و مدرسہ میں منتقل کر لیا۔ جوں ہی جامعہ کی تعمیر ثانی کا جو حصہ مکمل ہوتا اتنے حصہ میں تعلیمی سرگرمیوں کو بحال کر دیا جاتا، اس تیزی اور سرعت کے ساتھ سب کچھ ہوا کہ آپ نے کسی کو محسوس ہی نہ ہونے دیا کہ کچھ ہوا بھی ہے۔ یہ استقامت و بلند ہمتی لائق تحسین و باعث مبارکباد ہے۔ آپ اپنے والد مرحوم کی تفسیر جواہر القرآن کو قرآن مجید کے متن و ترجمہ اور تفسیر سمیت اس احسن انداز میں کمپیوٹر ایڈیشن میں منصۂ شہود پر لائے کہ مثال قائم کر دی، جامعہ کے

ترجمان ماہنامہ تعلیم القرآن کی اشاعت کے تسلسل کو برقرار رکھا۔ اپنے والد گرامی کے تمام متعلقین و منتسبین اور اندرون و بیرون حلقہ کے افراد سے اپنے والد مرحوم کے زمانہ کی طرح رابطہ برقرار رکھا۔ بیرون ملک کے اسفار ہوئے جہاں جاتے مسرتیں بکھیر کر آتے۔ یورپ، افریقہ، امارات، حجاز مقدس کے اسفار ہوئے۔ غرض یہ کہ انہوں نے اپنے والد مرحوم کے حلقہ کی تازگی کو پژمردہ نہیں ہونے دیا۔ ملک عزیز کی تمام دینی تحریکوں، اداروں، جماعتوں کے ساتھ محبت والفت کے ماحول کو مدہم نہیں ہونے دیا۔ اپنی جماعت اشاعت التوحید والسنہ میں بھی اعتدال کو برقرار رکھنے کے لیے سرگرم عمل رہے۔ جہاں کہیں انتہا پسندی کی طرف دوستوں کا رجحان دیکھتے تو سدّ راہ بننے کی مقدور بھر کوشش جاری رکھنے میں دریغ نہ کرتے۔ وفاق المدارس کے مسئلہ پر اپنی پوری توانائی صرف کر کے سواد اعظم کا ساتھ دیا۔ جمعیت علماء اسلام سے اپنے والد مرحوم کے تعلقات کو آگے بڑھایا۔

دنیا جانتی ہے کہ تمام دینی تحریکوں کا راولپنڈی میں تعلیم القرآن راجہ بازار کا پلیٹ فارم مرکز رہا ہے۔ تحریک ختم نبوت کے تحفظ کے لیے آپ نے اپنے آپ، جامعہ و مسجد کو اس مرکزیت کا معمار ثانی ثابت کیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم پر اشاعت التوحید والسنہ کی نمائندگی ہمیشہ حضرت شیخ القرآن فرماتے تھے۔ آخر وقت تک آپ نے اس روایت کو بھی پروان چڑھایا۔ صحت کے زمانہ میں چناب نگر کی سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس پر بڑی بشاشت اور قلبی محبت کے ساتھ تشریف لاتے، بیان کرتے، اپنے بزرگوں کی یاد تازہ کرتے اور پورے حلقہ کے دل موہ کر لے جاتے۔ ان کے اہتمام کی زندگی ایثار و امتحان اور قربانی کی زندگی تھی۔ بڑے بڑے حادثات کو جھیل کر پھر سرو قد ہو جانے کی انہوں نے ایک مثال قائم کی۔ جوان بیٹے کے سانحۂ ارتحال سے دوچار ہونا ہر صاحبِ دل باپ جانتا ہے کہ کتنا جان گسل مرحلہ ہوتا ہے۔

آپ کو قدرت نے اس میں بھی سرخرو کیا۔ آخر انسان تھے، کہاں تک ان جھمیلوں سے نبرد آزما ہوتے؟ تھک گئے اور عوارض نے گھیر لیا۔ گردوں نے بغاوت کی تو زمین سے لگ گئے، لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ توفیق کے ساتھ بیماری کے ساتھ بھی نبرد آزما رہے۔ ان کی بیماری کے نشیب و فراز کی بابت باخبر تو رہے لیکن ان کی وفات کی خبر نے چونکا دیا۔ مجھ مسکین کے تو وہ استاد زادہ تھے، مخدوم بھی تھے اور مخدوم زادہ بھی۔ ان کے جنازہ کے دن راولپنڈی، اسلام آباد جڑواں شہر ایران اور امریکا کے ممکنہ مذاکرات کے باعث لاک ڈاؤن کا شکار تھے۔ صاحبزادہ کے جنازہ میں شرکت نہ ہو سکی۔ اللہ رب العزت جامعہ تعلیم القرآن کو سدا بہار رکھیں اور اس کے معمار ثالث مولانا اشرف علی خانؒ کو اپنی رحمتوں کا محور بنائیں۔

آمین۔ بحرمتك یا ارحم الراحمین!

وصلّی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمّدٍ و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ اجمعین!

عشرۂ ذوالحجہ..... فضیلت واہمیت

مولانا ڈاکٹر امجد حسین

ماہِ ذوالحجہ اسلامی سال کا بارھواں اور آخری مہینہ ہے۔ اس ماہ کی بعض عبادات و اعمال کے ساتھ خاص ہونے کی بناء پر اسے اہمیت وفضیلت اور امتیازی مقام حاصل ہے۔ نیز اس کا شمار بارہ مہینوں میں سے چار حرمت و عظمت اور احترام کے حامل مہینوں میں ہوتا ہے، اور انہیں ''اشھر حرم'' بھی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

''زمانہ اپنی اسی ہیئت اور شکل میں آ گیا ہے جو اس وقت تھی جب اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا تھا۔ سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے، ان میں سے چار مہینے حرمت کے حامل ہیں۔ تین تو مسلسل ہیں یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا مہینہ رجب ہے جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔''

(بخاری شریف)

لیکن ان چار میں سے ذوالحجہ کا مقام اعلیٰ ہے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ماہ رمضان تمام مہینوں کا سردار ہے اور ان میں سے سب سے زیادہ محترم و مکرم ذوالحجہ ہے۔'' (شعب الایمان)

لہٰذا اس کی عزت و احترام کا تقاضا ہے کہ اس مہینے میں اللہ کی فرماں برداری و عبادت کی طرف متوجہ ہوں اور گناہوں سے اجتناب کا اہتمام کریں۔ اس کی عظمت و فضیلت کی درج ذیل وجوہات ہیں:

☆.... حج جیسی عظیم الشان عبادت اسی مہینے میں ادا کی جاتی ہے۔

☆.... سنّت ابراہیمی (قربانی) کی ادائیگی اسی ماہِ مکرم میں کی جاتی ہے۔

☆.... اس ماہ کے کچھ ایام میں تکبیراتِ تشریق کا ہر فرض نماز کے بعد اہتمام کیا جاتا ہے۔

☆.... ماہِ ذوالحجہ میں اللہ تعالیٰ نے عیدالاضحیٰ جیسا پیارا اسلامی تہوار بھی رکھا ہے۔

ان امتیازات و اوصاف کی وجہ سے اگرچہ یہ پورا مہینہ عظمت وفضیلت کا حامل ہے۔ مگر اس کے ابتدائی دس دن جنہیں عشرۂ ذوالحجہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے، دیگر ایام کی نسبت زیادہ فضیلت و اہمیت رکھتے ہیں۔ قرآن مجید میں سورہ الفجر کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے قسم کھاتے ہوئے فرمایا ہے:

''قسم ہے فجر کی! اور دس راتوں کی اور جفت کی اور طاق کی۔'' ان تین آیات میں اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کی قسم کھائی ہے۔ ان میں سے پہلی قسم فجر کی کھائی گئی ہے اور ایک قول کے مطابق اس سے مراد عیدالاضحیٰ کے دن کی فجر ہے۔ (معارف القرآن)

دوسری قسم دس راتوں کی کھائی ہے، ان سے مراد ماہ ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔ تیسری اور چوتھی قسم جفت و طاق کی کھائی ہے، جفت سے مراد عیدالاضحیٰ کا دن جب کہ طاق سے مراد یوم عرفہ یعنی نو ذوالحجہ ہے۔ (مسند احمد)

اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کی قسم کھاتے ہیں تو اس سے اس چیز کی اہمیت، عظمت و عزت کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ جس سے عشرہ ذوالحجہ کے ان تعلقات کی عظمت عیاں ہوتی ہے۔ اسی لیے ایک حدیث میں ان دنوں میں کیے گئے نیک اعمال کی عظمت و اہمیت کو یوں بیان کیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک (ماہ ذوالحجہ کے) ان دس دنوں میں کیا گیا نیک عمل دیگر ایام میں کیے گئے نیک عمل کے مقابلے میں زیادہ پاکیزہ و عظمت والا ہے۔

صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا دیگر دنوں میں جہاد کرنا بھی ان دس دنوں کے نیک عمل سے افضل نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! دیگر دنوں کا جہاد بھی ان دس دنوں کے عمل سے افضل نہیں ہے۔ البتہ وہ شخص جو اپنی جان اور مال لے کر جہاد میں چلا جائے اور جان و مال کو اللہ کی راہ

میں قربان کردے اور ان میں سے کچھ بھی واپس نہ لوٹے۔‘‘ (تو اس شخص کا جہاد ان دس دنوں کے نیک عمل سے افضل ہوجاتا ہے)۔ (ابوداؤد)

راوی کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیرؒ ان دس دنوں میں عبادات میں بہت زیادہ جدوجہد فرماتے حتیٰ کہ یہ ان کے لیے مشکل ہوجاتی۔ ایک حدیث مبارکہ میں ان دنوں کے نیک اعمال کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس دنوں میں کیا گیا نیک عمل دیگر دنوں کی بہ نسبت زیادہ محبوب و عظمت والا ہے۔ اس لیے ان ایام میں تہلیل (لا الٰہ الاّ اللہ) تحمید (الحمدللہ) اور تکبیر (اللہ اکبر) کی کثرت کیا کرو۔‘‘ (مسند احمد)

سنن ترمذی کی روایت میں ہے: ’’ذوالحجہ کے ان دس دنوں میں سے ہر دن (سوائے ایام عید کے) کے روزے کا اجر ایک سال کے روزوں کے برابر ہے۔ جب کہ ہر رات کی عبادت کا اجر شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔‘‘ (ترمذی)

اس روایت پر کلام کے باوجود اہل علم نے اسے فضائل کے باب میں قبول کیا ہے۔

ماہِ ذوالحجہ کے ان دس ایام میں نو ذوالحجہ یعنی یوم عرفہ کو خاص فضیلت و اہمیت حاصل ہے، اسی دن حجاج کرام حج کا عظیم رکن وقوف عرفہ ادا فرماتے ہیں۔

صحیح مسلم ہی کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے یوم عرفہ کے روزے کی فضیلت کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’اس سے اگلے اور پچھلے ایک ایک سال کے (صغیرہ) گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔‘‘ (صحیح مسلم)

بعض روایات میں ہے کہ یوم عرفہ کے روزے کا اجر دو سال کے روزوں کے برابر ہے۔ (المعجم الکبیر)

واضح رہے کہ ہر ملک میں یوم عرفہ اسی دن ہوگا جس دن وہاں ذوالحجہ کی نو تاریخ ہوگی۔ اس تفصیل سے واضح ہوتا ہے کہ ماہِ ذوالحجہ میں نوافل، ذکر، تسبیحات، تلاوت، روزے، صدقات اور دیگر عبادات کا اہتمام کرنا چاہیے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ عشرہ ذوالحجہ میں روزے یوم عرفہ تک ہیں، عیدالاضحیٰ اور اس کے بعد کے تین دن روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔ (دارِقطنی)

ان ایام میں ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد سے قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ کاٹنا مستحب ہے۔ (ردالمحتار و صحیح مسلم)

عیدالاضحیٰ کی رات بھی فضیلت و برکت سے معمور نعمت ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوامامہؓ کی روایت میں ہے: ’’جو شخص عیدین (عیدالفطر و عیدالاضحیٰ) کی راتوں میں ثواب کی نیّت سے عبادت کے لیے قیام کرے، اس کا دل اس دن مردہ نہ ہوگا جس دن بہت سے دل مردہ ہو جائیں گے۔‘‘ (سنن ابن ماجہ)

اس کا مطلب محدثین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بُری موت سے محفوظ رکھیں گے اور ایمان کی موت عطا کریں گے۔

نیز حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص چار راتوں کو عبادت کے ذریعے زندہ رکھے اس کے لیے جنت واجب ہوگئی ترویہ کی رات، عرفہ کی رات، قربانی (عیدالاضحیٰ) کی رات اور عیدالفطر کی رات۔‘‘ (الترغیب والترہیب)

ان چار میں سے تین راتیں عشرہ ذوالحجہ میں پائی جاتی ہیں۔ یعنی آٹھویں، نویں اور دسویں جن کی عبادت پر جنّت کی بشارت سرورِ دو جہاں ﷺ کی زبانِ اطہر سے منقول ہے۔

اس ماہِ مکرم میں حج و قربانی جیسی عظیم عبادات کے ساتھ ایک اہم عبادت تکبیرات تشریق بھی ہے، جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی کا بہ خوبی اظہار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی و محبّت بھی دلوں میں اجاگر ہوتی ہے۔ لہٰذا ہر فرض نماز کے بعد اس کے یہ الفاظ پڑھے جاتے ہیں: ’’اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر، اللہ اکبر و للہ الحمد۔‘‘ (مصنف ابن ابی شیبہ)

مرد حضرات ایک مرتبہ بلند آواز سے جب کہ خواتین آہستہ آواز سے پڑھیں گی۔ (فتاویٰ عالمگیری)

یہ نو ذوالحجہ کی فجر سے شروع ہوتی ہیں اور تیرہ ذوالحجہ کی عصر تک پڑھی جائیں گی۔

عیدالاضحیٰ کے دن کا خاص و مہتم بالشان عمل قربانی کرنا ہے۔ جس کے متعلق سنن ترمذی میں ارشاد ہے: ’’قربانی کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدمی کا کوئی بھی عمل قربانی کا خون بہانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں، قیامت کے دن قربانی کا جانور اپنے بالوں، سینگوں اور کھروں کو لے کر آئے گا اور قربانی کا خون (باقی صفحہ 22 پر)

قربانی کے مسائل

حضرت مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نظر فقہی مضمون حضرت مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکی نوراللہ مرقدہٗ کا تحریر کردہ ہے، جو اس سے پہلے بھی موقع کی مناسبت سے ہفت روزہ کی زینت بن چکا ہے۔اس سال بھی ذوالحجہ اور قربانی کے ایام کی مناسبت سے افادۂ عام کی خاطر قندِ مکرر کے طور پر نذرِ قارئین ہے۔(ادارہ)

عشرۂ ذوالحجہ کے فضائل:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے عشرۂ ذوالحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں، ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔‘‘

(ترمذی، ابن ماجہ)

قرآن مجید میں سورۂ ’’والفجر‘‘ میں اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے اور وہ دس راتیں جمہور کے قول کے مطابق یہی عشرۂ ذوالحجہ کی راتیں ہیں۔خصوصاً نویں ذوالحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہے اور عید کی رات میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے۔

تکبیر تشریق: ’’اَللّٰہُ أکبر اللّٰہُ أکبر لا إلٰہ إلا اللّٰہ و اللّٰہ أکبر اللّٰہ أکبر و للّٰہ الحمد۔‘‘ نویں تاریخ کی صبح سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد بآوازِ بلند ایک مرتبہ مذکورہ تکبیر کہنا واجب ہے۔فتویٰ اس پر ہے کہ باجماعت اور تنہا نماز پڑھنے والے اس میں برابر ہیں، اس طرح مرد و عورت دونوں پر واجب ہے، البتہ عورت بآوازِ بلند تکبیر نہ کہے، آہستہ سے کہے۔(شامی)

عید الاضحیٰ کے دن مذکورہ ذیل امور مسنون ہیں: صبح سویرے اُٹھنا، غسل و مسواک کرنا، پاک و صاف عمدہ کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہننا، خوشبو لگانا، نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا، عیدگاہ کو جاتے ہوئے راستہ میں بآوازِ بلند تکبیر کہنا۔

نمازِ عید: نمازِ عید دو رکعت ہیں۔نماز عید اور دیگر نمازوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں ہر رکعت کے اندر تین تین تکبیریں زائد ہیں۔

پہلی رکعت میں ’’سبحانک اللّٰھم‘‘ پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے۔ان زائد تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھانے ہیں۔پہلی رکعت میں دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں، تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں۔دوسری رکعت میں تینوں تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں، چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلے جائیں۔

☆......اگر دورانِ نماز امام یا کوئی مقتدی عید کی زائد تکبیریں یا ترتیب بھول جائے تو ازدہام کی وجہ سے نماز درست ہوگی، سجدۂ سہو بھی ضروری نہیں۔

☆......اگر کوئی نماز میں تاخیر سے پہنچا اور ایک رکعت نکل گئی تو فوت شدہ رکعت کو پہلی رکعت کی ترتیب کے مطابق قضاء کرے گا، یعنی ثناء ’’سبحانک اللّٰھم‘‘ کے بعد تین زائد تکبیریں کہے گا اور آگے ترتیب کے مطابق رکعت پوری کرے گا۔نمازِ عید کے بعد خطبہ سننا مسنون ہے۔خطبہ سننے کا اہتمام کرنا چاہیے، خطبہ سے پہلے اٹھنا درست نہیں ہے۔

فضائل قربانی:

قربانی کرنا واجب ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد ہر سال قربانی فرمائی، کسی سال ترک نہیں فرمائی۔جس عمل کو حضور ﷺ نے لگاتار کیا اور کسی سال بھی نہ چھوڑا ہو تو یہ اُس عمل کے واجب ہونے کی دلیل ہے۔علاوہ ازیں آپ ﷺ نے قربانی نہ کرنے والوں پر وعید ارشاد فرمائی۔

حدیث پاک میں بہت سی وعیدیں ملتی ہیں، مثلاً: آپ ﷺ کا یہ ارشاد کہ جو قربانی نہ

کرے، وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ علاوہ ازیں خود قرآن میں بعض آیات سے بھی قربانی کا وجوب ثابت ہے۔ جو لوگ حدیث پاک کے مخالف ہیں اور اس کو حجت نہیں مانتے، وہ قربانی کا انکار کرتے ہیں، ان سے جو لوگ متأثر ہوتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ پیسے دے دیئے جائیں یا یتیم خانہ میں رقم دے دی جائے، یہ بالکل غلط ہے، کیونکہ عمل کی ایک تو صورت ہوتی ہے، دوسری حقیقت ہے، قربانی کی صورت یہی ضروری ہے، اس کی بڑی مصلحتیں ہیں، اس کی حقیقت اخلاص ہے۔ آیت قرآنی سے بھی یہی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

قربانی کی بڑی فضیلتیں ہیں:

مسند احمد کی روایت میں ایک حدیث پاک ہے، حضرت زید بن ارقمؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ: یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قربانی تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا: ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے ایک ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے۔

اون کے متعلق فرمایا: اس کے ایک ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قربانی کے دن اس سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں، قیامت کے دن قربانی کا جانور سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ لایا جائے گا اور خون کے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے یہاں قبولیت کی سند لے لیتا ہے، اس لیے تم قربانی خوش دلی سے کرو۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں: قربانی سے زیادہ کوئی دوسرا عمل نہیں، الّا یہ کہ رشتہ داری کا پاس کیا جائے۔ (طبرانی)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے ارشاد فرمایا کہ: تم اپنی قربانی ذبح ہوتے وقت موجود رہو، کیونکہ پہلا قطرہ خون گرنے سے پہلے انسان کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

قربانی کی فضیلت کے بارے میں متعدد احادیث ہیں، اس لیے اہل اسلام سے درخواست ہے کہ اس عبادت کو ہرگز ترک نہ کریں جو اسلام کے شعائر میں سے ہے اور اس سلسلہ میں جن شرائط و آداب کا ملحوظ رکھنا ضروری ہے، اُنہیں اپنے سامنے رکھیں اور قربانی کا جانور خوب دیکھ بھال کر خریدیں۔ قربانی سے متعلق مسائل آئندہ سطور میں درج کیے جارہے ہیں:

مسائل قربانی:

مسئلہ نمبر: ۱...... جس شخص پر صدقۂ فطر واجب ہے، اُس پر قربانی بھی واجب ہے۔

☆...... یعنی قربانی کے تین ایام (۱۰، ۱۱، ۱۲/ذوالحجہ) کے دوران اپنی ضرورت سے زائد اتنا مال یا اشیا جمع ہو جائیں کہ جن کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو تو اس پر قربانی لازم ہے، مثلاً: رہائشی مکان کے علاوہ کوئی مکان ہو، خواہ تجارت کے لیے ہو یا نہ ہو، اسی طرح ضروری سواری کے طور پر استعمال ہونے والی گاڑی کے علاوہ گاڑی ہو تو ایسے شخص پر بھی قربانی لازم ہے۔

مسئلہ نمبر: ۲...... مسافر پر قربانی واجب نہیں۔

مسئلہ نمبر: ۳...... قربانی کا وقت دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کی شام تک ہے، بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہو جانے کے بعد درست نہیں۔

قربانی کا جانور دن کو ذبح کرنا افضل ہے، اگرچہ رات کو بھی ذبح کر سکتے ہیں، لیکن افضل بقرہ عید کا دن، پھر گیارہویں اور پھر بارہویں تاریخ ہے۔

مسئلہ نمبر: ۴...... شہر اور قصبوں میں رہنے والوں کے لیے عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھ لینے سے قبل قربانی کا جانور ذبح کرنا درست نہیں ہے۔ دیہات اور گاؤں والے صبح صادق کے بعد فجر کی نماز سے پہلے بھی قربانی کا جانور ذبح کر سکتے ہیں۔ اگر شہری اپنا جانور قربانی کے لیے دیہات میں بھیج دے تو وہاں اس کی قربانی بھی نمازِ عید سے قبل درست ہے اور ذبح کرانے کے بعد اس کا گوشت منگوا سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر: ۵...... اگر مسافر مالدار ہو اور کسی جگہ پندرہ دن قیام کی نیت کرے، یا بارہویں تاریخ کو سورج غروب ہونے سے پہلے گھر پہنچ جائے، یا کسی نادار آدمی کے پاس بارہویں تاریخ کو غروبِ شمس سے پہلے اتنا مال آجائے کہ صاحبِ نصاب ہو جائے تو ان تمام صورتوں میں اس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے۔

☆...... نیز اگر مسافر مالدار ہو، دورانِ سفر قربانی کے لیے رقم بھی ہو اور وہ پندرہ دن

سے کم عرصہ کے لیے رہائش پذیر ہونے کے باوجود بآسانی قربانی کرسکتا ہوتو قربانی کرلینا بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر:۶...... قربانی کا جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا زیادہ اچھا ہے، اگر خود ذبح نہ کرسکتا ہوتو کسی اور سے بھی ذبح کراسکتا ہے۔

☆......بعض لوگ قصاب سے ذبح کراتے وقت ابتداءً خود بھی چھری پر ہاتھ رکھ لیا کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ قصاب اور قربانی والے دونوں مستقل طور پر تکبیر پڑھیں، اگر دونوں میں سے ایک نے نہ پڑھی تو قربانی صحیح نہ ہوگی۔

(شامی، ج:۶،ص:۳۳۰)

مسئلہ نمبر:۷...... قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا ضروری نہیں، دل میں بھی پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر:۸...... قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت اس کو قبلہ رخ لٹائے اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے: ’’إِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفاً وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ، أَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ۔‘‘ اس کے بعد ’’بسم اللہ أللہ أکبر‘‘ کہہ کر ذبح کرے۔(کذا فی سنن ابی داؤد)

ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے: ’’أللّٰهم تقبّله منّی کما تقبّلت من حبيبك محمد وخليلك إبراهيم عليهما الصلوٰة والسلام۔‘‘

مسئلہ نمبر:۹...... قربانی صرف اپنی طرف سے کرنا واجب ہے، اولاد کی طرف سے نہیں، اولاد چاہے بالغ ہو یا نابالغ، مالدار ہو یا غیر مالدار۔

مسئلہ نمبر:۱۰...... درج ذیل جانوروں کی قربانی ہوسکتی ہے: اونٹ، اونٹنی، بکرا، بکری، بھیڑ، دُنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا۔ بکرا، بکری، بھیڑ اور دُنبہ کے علاوہ باقی جانوروں میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں، بشرطیکہ کسی شریک کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب قربانی کی نیت سے شریک ہوں یا عقیقہ کی نیت سے، صرف گوشت کی نیت سے شریک نہ ہوں۔

☆......گائے، بھینس اور اُونٹ وغیرہ میں سات سے کم افراد بھی شریک ہوسکتے ہیں، اس طور پر کہ مثلاً چار آدمی ہوں تو تین افراد کے دو دو حصے اور ایک کا ایک حصہ ہوجائے۔ نیز اگر پورے جانور کو چار حصوں میں تقسیم کرلیں، یہ بھی درست ہے۔ یا یہ کہ دو آدمی موجود ہوں تو نصف نصف بھی تقسیم کرسکتے ہیں۔

☆......اسی طرح اگر کئی افراد مل کر ایک حصہ ایصالِ ثواب کے طور پر کرنا چاہیں تو یہ بھی جائز ہے، البتہ ضروری ہے کہ سارے شرکاء اپنی اپنی رقم جمع کر کے ایک شریک کو ہبہ کردیں اور وہ اپنی طرف سے قربانی کر دے، اس طرح قربانی کا حصہ ایک کی طرف سے ہوجائے گا اور ثواب سب کو ملے گا۔

مسئلہ نمبر:۱۱...... اگر قربانی کا جانور اس نیت سے خریدا کہ بعد میں کوئی مل گیا تو شریک کرلوں گا اور بعد میں کسی اور کو قربانی یا عقیقہ کی نیت سے شریک کیا تو قربانی درست ہے اور اگر خریدتے وقت کسی اور کو شریک کرنے کی نیت نہ تھی، بلکہ پورا جانور اپنی طرف سے قربانی کرنے کی نیت سے خریدا تھا تو اب اگر شریک کرنے والا غریب ہے تو کسی اور کو شریک نہیں کرسکتا اور اگر مالدار ہے تو شریک کرسکتا ہے، البتہ بہتر نہیں۔

☆......ایک جانور قربانی کرنے کے لیے خریدا، اگر اس کے بدلے دوسرا حیوان دینا چاہے تو جائز ہے، مگر یہ لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ دوسرا حیوان کم از کم اسی قیمت کا ہو، اگر اس سے کم قیمت کا ہو تو زائد رقم اپنے پاس رکھنا جائز نہیں، بلکہ صدقہ کرنا ضروری ہے۔ ہاں! اگر زبانی طور پر جانور کو متعین نہ کیا ہو، بلکہ یہ ارادہ کیا ہو کہ اگر اچھی قیمت میں فروخت ہو رہا ہو تو فروخت کردیں گے۔ اس صورت میں اصل قیمت سے زائد رقم اپنے پاس رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ نمبر:۱۲...... قربانی کا جانور گم ہوا، اس کے بعد دوسرا خریدا، اگر قربانی کرنے والا امیر ہے تو ان دونوں جانوروں میں سے جس کو چاہے ذبح کرے، جب کہ غریب پر ان دونوں جانوروں کی قربانی واجب ہوگی۔

وضاحت: اگر کسی آدمی نے قربانی کے لیے جانور خریدا اور خریدنے کے بعد وہ جانور قربانی کرنے سے پہلے گم ہو جائے تو صاحب حیثیت آدمی پر قربانی کے لیے دوسرا جانور خریدنا ضروری ہے، کیونکہ اس پر قربانی شرعاً واجب تھی اور واجب ادا نہیں ہوا، جبکہ فقیر آدمی پر دوسرا جانور خریدنا اور قربانی کرنا

لازم نہیں تھا، اس کے باوجود غریب نے دوسرا جانور بھی خرید لیا، اب اگر مالدار اور غریب ہر دو کا پہلا گم شدہ جانور مل جائے تو امیر پر صرف شرعی واجب (قربانی) کا ادا کرنا لازم ہے، جس جانور کو ذبح کردے کافی ہے، جب کہ غریب پر خود سے واجب کردہ جانوروں کی قربانی کرنا لازم ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ امیر آدمی پر نصاب کی وجہ سے قربانی واجب تھی، اس نے وہ ادا کردی، اس کے حق میں جانور متعین نہیں ہوا تھا، اُسے اختیار ہے کہ جس جانور کو چاہے ذبح کردے، جبکہ غریب آدمی پر قربانی لازم نہیں تھی، غریب نے از خود جانور خرید کر اپنے پر قربانی کو لازم کرلیا اور جو جانور اس نے خریدا وہ بھی متعین ہوگیا، اب پہلا جانور جو غریب کے حق میں قربانی کے نام سے متعین ہو چکا، اگر وہ گم ہو جائے تو اس کے بدلے دوسری قربانی لازم نہ تھی، اس کے باوجود غریب نے دوسرا جانور خرید کر اپنے پر قربانی لازم کرلی، اس بنا پر فقیر آدمی پر دوسری قربانی بھی لازم ہوئی۔ لہٰذا غریب آدمی دونوں جانوروں کی قربانی کرے گا۔ بخلاف مالدار کے کہ اس پر صرف قربانی لازم ہے، جانور متعین نہیں ہے، دونوں جانوروں میں سے کسی ایک کی قربانی کردے تو کافی ہے۔

مسئلہ نمبر:۱۳......قربانی کے جانور میں اگر کئی شرکاء ہیں تو گوشت وزن کرکے تقسیم کریں۔

مسئلہ نمبر:۱۴......بھیڑ، بکری جب ایک سال کی ہو جائے، گائے، بھینس دو سال کی اور اونٹ پانچ سال کا تو اس کی قربانی جائز ہے، اگر اس سے کم ہے تو جائز نہیں۔ ہاں! دنبہ اور بھیڑ (نہ کہ بکرا) اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

☆......موجودہ دور میں جانوروں کو تول کر (وزن کرکے) خرید و فروخت کرنا بھی جائز ہے، ایسی قربانی بلاشبہ درست ہے۔

مسئلہ نمبر:۱۵......قربانی کا جانور اگر اندھا ہو، یا ایک آنکھ کی ایک تہائی یا اس سے زائد روشنی جاتی رہی ہو، یا ایک کان ایک تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گیا ہو، یا دُم ایک تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گئی ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔

☆......گائے اور بھینس کے دو تھن یا بکری کا ایک تھن خشک ہو چکا ہو یا پیدائشی طور پر نہ ہوں تو ایسے جانور کی قربانی بھی درست نہیں۔

مسئلہ نمبر:۱۶......اسی طرح اگر جانور ایک پاؤں سے لنگڑا ہے، یعنی تین پاؤں سے چلتا ہے، چوتھے پاؤں کا سہارا نہیں لیتا تو ایسے جانور کی قربانی بھی جائز نہیں۔ ہاں! اگر وہ چوتھے پاؤں سے سہارا لیتا ہے، لیکن لنگڑا کے چلتا ہے تو ایسے جانور کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ نمبر:۱۷......قربانی کا جانور خوب موٹا تازہ ہونا چاہیے، اگر جانور اس قدر کمزور ہو کہ ہڈیوں میں گودا بالکل نہ رہا ہو، تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔

☆......بعض لوگ موٹا تازہ جانور محض دکھلاوے یا ریا و نمود کے لیے خریدتے ہیں، ایسے لوگ قربانی کے ثواب سے محروم ہوتے ہیں، ان پر لازم ہے کہ وہ موٹا تازہ جانور تلاش کرتے ہوئے محض ثواب کی نیت کریں۔

مسئلہ نمبر:۱۸......اگر کسی جانور کے تمام دانت گر گئے ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں ہے اور اگر اکثر دانت باقی ہوں، کچھ گر گئے ہوں تو قربانی جائز ہے۔

☆......اگر کسی جانور کی عمر پوری ہو اور دانت نہ نکلے ہوں تو بھی قربانی ہو سکتی ہے، تاہم اس سلسلہ میں صرف جانوروں کے عام سوداگروں کی بات معتبر نہیں ہے، بلکہ یقین سے معلوم ہونا ضروری ہے یا یہ کہ خود گھر میں پالا ہوا جانور ہو تو اس کی قربانی کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ نمبر:۱۹......جس جانور کے پیدائشی کان ہی نہ ہوں، اس کی قربانی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر:۲۰......اگر کسی جانور کے سینگ بالکل جڑ سے ٹوٹ چکے ہوں، اس طور پر کہ دماغ اس سے متأثر ہوا ہو تو ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں اور اگر معمولی ٹوٹے ہوں یا سرے سے سینگ ہی نہ ہوں، جیسے: اونٹ تو بلا کراہت جائز ہے۔

☆......اسی طرح گائے، بکری وغیرہ کے اگر پیدائشی سینگ نہ ہوں تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

مسئلہ نمبر:۲۱......خارش زدہ جانور کی قربانی جائز ہے، البتہ اگر خارش کی وجہ سے بے حد کمزور ہوگیا ہو تو پھر جائز نہیں۔

مسئلہ نمبر:۲۲......اگر قربانی کے جانور میں کوئی عیب پیدا ہوا جس کے ہوتے ہوئے قربانی درست نہ ہو تو مالدار شخص کے لیے یہ

ضروری ہے کہ دوسرا جانور اس کے بدلے خرید کر قربانی کرے، غریب ہے تو اسی جانور کی قربانی کرسکتا ہے۔

☆...... اگر قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے لیے گراتے ہوئے کوئی عیب پیدا ہو جائے، مثلاً: ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ جائے یا سینگ وغیرہ ٹوٹ جائے تو اس سے قربانی پر اثر نہیں پڑے گا، البتہ جانور کو گراتے وقت احتیاط کرنا چاہیے۔

مسئلہ نمبر: ۲۳...... قربانی کے گوشت میں بہتر یہ ہے کہ تین حصے کرے، ایک حصہ اپنے لیے رکھے، ایک حصہ اپنے رشتہ داروں کو دے اور ایک حصہ فقراء و مساکین کو دے، لیکن اگر سارے کا سارا اپنے لیے رکھے تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ نمبر: ۲۴...... قربانی کی کھال کسی کو خیرات کے طور پر دے یا فروخت کرکے اس کی قیمت فقراء کو دے، البتہ اگر کسی دینی تعلیم کے مدرسہ اور جامعہ کو دے دے تو سب سے بہتر ہے، کیونکہ علم دین کا احیاء سب سے بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر: ۲۵...... قربانی کی کھال کو اپنے مصرف میں بھی لایا جاسکتا ہے، اس طور پر کہ اس کا عین باقی رہے، مثلاً: مصلّٰی بنائے یا رسی یا چھلنی بنائے تو درست ہے۔

مسئلہ نمبر: ۲۶...... قربانی کی کھال کی قیمت مسجد کی مرمت یا امام و مؤذن یا مدرس یا خادم کی تنخواہ میں نہیں دی جاسکتی، نہ اس سے مدارس کی تعمیر ہوسکتی ہے اور نہ شفا خانوں یا دیگر رفاہی اداروں کی۔

مسئلہ نمبر: ۲۷...... قربانی کی کھال قصائی کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔

☆...... اگر کسی کی قربانی کی کھال چوری ہوگئی یا چھن گئی تو اُسے چاہیے کہ وہ کھال کی رقم صدقہ کردے، اگر استطاعت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں، قربانی پر فرق نہیں پڑے گا۔

مسئلہ نمبر: ۲۸...... اگر قربانی کے تین دن گزر گئے اور قربانی نہیں کی تو اب ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کردے، اور اگر جانور خریدا تھا، مگر قربانی نہیں کی تو بعینہ وہی جانور خیرات کردے۔

مسئلہ نمبر: ۲۹...... ایصال ثواب کے لیے قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے۔

مسئلہ نمبر: ۳۰...... اگر کسی شخص کے حکم کے بغیر اس کی طرف سے قربانی کی تو قربانی نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو اس کے حکم واجازت کے بغیر قربانی میں شریک کیا تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی، اسی طرح اگر حصہ داروں میں سے کوئی ایک صرف گوشت کی نیت سے شریک ہے تو کسی کی قربانی صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ نمبر: ۳۱...... قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دے سکتا ہے، البتہ کسی کو اجرت میں نہیں دے سکتا۔

مسئلہ نمبر: ۳۲...... گابھن جانور کی قربانی صحیح ہے، اگر بچہ زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کر دے اور گوشت آپس میں تقسیم کرنے کی بجائے صدقہ کر دیا جائے۔

☆...... قربانی کے جانور کے بال کاٹنا یا دودھ دوھنا درست نہیں ہے، اگر کسی نے ایسا کیا تو اُسے صدقہ کرے، اگر بیچ دیا تو اس کی رقم کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

(بدائع، ج:۵، ص:۷۸)

مسئلہ نمبر: ۳۳...... جو شخص قربانی کرنا چاہے اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ یکم ذوالحجہ سے قربانی کا جانور ذبح ہونے تک نہ اپنے جسم کے بال کاٹے اور نہ ناخن۔ (ابوداؤد)

☆...... البتہ اگر زیر ناف اور بغل کے بالوں پر چالیس روز کا عرصہ گزر چکا ہو تو ان بالوں کی صفائی کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ نمبر: ۳۴...... قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ تک بھی رکھ سکتا ہے۔ (ابوداؤد)

مسئلہ نمبر: ۳۵...... جانور ذبح کرنے کے لیے چھری خوب تیز ہونی چاہیے، تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔ (ابوداؤد)

مسئلہ نمبر: ۳۶...... اگر کوئی شخص اپنی قربانی کا گوشت سارا کا سارا کسی اور کو کھلا دے، خود کچھ بھی نہ کھائے تو ایسا کرسکتا ہے۔

(کتاب الآثار)

مسئلہ نمبر: ۳۷...... خصی جانور کی قربانی جائز، بلکہ افضل ہے، کیونکہ اس میں دوسرے کی بہ نسبت گوشت زیادہ ہوتا ہے۔

مسئلہ نمبر: ۳۸...... ذبح کرتے وقت تکبیر کے علاوہ کچھ اور نہیں کہنا چاہیے، مثلاً: ''باسم اللّٰہ تقبل من فلان'' (کتاب الآثار)

مسئلہ نمبر: ۳۹...... اگر کسی نے قربانی کی نذر مانی اور وہ کام ہو جائے تو قربانی واجب ہے، اس کے گوشت سے خود نہیں کھا سکتا، سارا فقراء اور مساکین کو کھلا دے۔

مسئلہ نمبر: ۴۰...... اگر کسی شخص کی ساری یا اکثر آمدنی حرام کی ہو تو اس کو اپنے

ساتھ قربانی میں شریک نہیں کرنا چاہیے۔ اگر شریک کیا تو کسی کی قربانی نہیں ہوگی۔ ایسا شخص جس کی ساری کمائی حرام کی ہو، اس پر قربانی لازم نہیں، کیونکہ اس کا سارا مال واجب التصدق (بلانیتِ ثواب صدقہ کرنا ضروری) ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ حرام مال سے کسی کا صدقہ قبول نہیں فرماتے، بلکہ وہاں صرف پاکیزہ مال سے کیا ہوا صدقہ و خیرات قبول ہوتا ہے۔

مسئلہ نمبر: ۴۱...... بکری کے علاوہ دوسرے کسی جانور میں تمام شرکاء اپنا اپنا حصہ تقسیم کئے بغیر فقراء کو دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

☆......البتہ اگر نذر کی قربانی ہو یا مرحوم کی وصیت کے تحت قربانی کر رہے ہیں تو پھر تقسیم سے پہلے کسی فقیر کو دینا درست نہیں۔

مسئلہ نمبر: ۴۲......کسی نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرے مال سے قربانی کی جائے تو اس قربانی کا سارا گوشت خیرات کرنا ضروری ہے، خود کچھ بھی نہ کھائے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو قربانی کی روح اور حقیقت سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری یہ ظاہری قربانی حقیقی قربانی کے لیے پیش خیمہ ہو اور ہم اس ظاہری و مادی قربانی کی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنی جان کی قربانی کے لیے بھی ہمیشہ تیار رہیں۔

واللہ الموفق والمعین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد و آلہٖ و صحبہٖ أجمعین۔

۞۞..........۞۞

کارکنانِ ختم نبوت کا اہم اجلاس

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام حلقوں کے نگران اور ذمہ داران کا ایک اہم اجلاس بعد نماز مغرب، دفتر ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی میں منعقد ہوا، جس کی صدارت مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ نے کی۔ اجلاس میں تمام حلقوں کے نگران حضرات نے اپنے اپنے علاقوں میں ایمان وعقیدے کی حفاظت کے سلسلہ میں کی گئی کوششوں کی تفصیلی رپورٹ پیش کی۔ اس موقع پر درج ذیل امور پر باہمی مشاورت کے بعد حتمی فیصلے کئے گے۔ ۞...اجلاس میں سالانہ بین المدارس تقریری مسابقہ کا حتمی شیڈول جاری کیا گیا جس میں ٹاؤنز کا مسابقہ 18 جون 2026ء بعنوان'' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کا تعاقب'' جبکہ 2/جولائی کو بعنوان:''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی جدوجہد'' اور مرکزی مسابقہ 16/اگست کا طے ہوا ہے۔ ۞...اسی طرح منتخب عنوانات، عقیدہ ختم نبوت، عقیدہ حیات سیّدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام، رفع ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ملحدین، منکرین ختم نبوت کے اہم عنوانات پر تمام مدارس میں سالانہ تحفظ ختم نبوت کورس کرانے کا حتمی فیصلہ کیا گیا۔ ۞...تعطیلات عیدالاضحیٰ کے دوران دفتر ختم نبوت کراچی پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ میں عید کے چوتھے دن سے صبح 8 تا دوپہر 1 تک تحفظ ختم نبوت کورس کروانے کا فیصلہ کیا گیا۔ تمام حلقوں کے ساتھیوں سے گزارش کی گئی کہ اس کورس کی بھرپور مہم چلائیں تاکہ ہر طبقے سے وابستہ احباب اس میں ضرور شرکت کرسکیں۔ ۞...رکن سازی کی مہم کو جلدی پورا کرنے اور خصوصی رکنیت پر توجہ دینے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ ۞...اجتماعی وقف قربانیوں کے لحاظ سے مہم میں بھرپور کردار ادا کریں۔ ۞...عیدالاضحیٰ کے موقع پر قادیانیوں پر خصوصی نظر رکھی جائے کہ کہیں، کسی مقام پر کوئی قادیانی مسلمانوں کو قربانی کے نام پر دھوکا نہ دے۔ ۞...امتناع قادیانیت آرڈی نینس سے متعلق پورے شہر کے خطباء حضرات سے فوری رابطہ کرکے لٹریچر فراہم کیا جائے تاکہ وہ اپنے جمعہ کے بیانات میں عوام الناس کو اس سے آگاہ کریں۔ ۞...بعد نماز عشاء مسئولین کا اجلاس منعقد ہوا، جس میں عیدالاضحیٰ کورس کے عنوانات پر غور وخوض کیا گیا۔ پروگرام کا اختتام مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ کی دعا پر ہوا۔ اللہ پاک تمام احباب کی محنت کو قبولیت عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔ (رپورٹ:...مولانا محمد کلیم اللہ نعمان)

مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

بیت اللہ:

بیت اللہ شریف اللہ تعالیٰ کا گھر ہے جس کا حج اور طواف کیا جاتا ہے۔ اس کو کعبہ بھی کہتے ہیں۔ یہ پہلا گھر ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے لئے زمین پر بنایا جیسا کہ سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کیلئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے جو تمام دنیا کے لئے برکت وہدایت والا ہے۔‘‘

بیت اللہ مسجد حرام کے قلب میں واقع ہے اور قیامت تک یہی مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ چوبیس گھنٹوں میں صرف فرض نمازوں کے وقت خانہ کعبہ کا طواف رکتا ہے باقی دن رات میں ایک گھڑی کے لئے بھی بیت اللہ کا طواف بند نہیں ہوتا۔ بیت اللہ کی اونچائی ۱۴ میٹر ہے جبکہ چوڑائی ہر طرف سے کم وبیش ۱۲ میٹر ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ۱۲۰ رحمتیں روزانہ اس گھر (خانہ کعبہ) پر نازل ہوتی ہیں جن میں سے ۶۰ طواف کرنے والوں پر، چالیس وہاں نماز پڑھنے والوں پر اور بیس خانہ کعبہ کو دیکھنے والوں پر۔

اگر بیت اللہ کا قریب سے طواف کیا جائے تو سات چکر میں تقریباً ۳۰ منٹ لگتے ہیں، لیکن دور سے کرنے پر تقریباً ایک سے دو گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ طواف زیارت (حج کا طواف) کرنے میں کبھی کبھی اس سے بھی زیادہ وقت لگ جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ بیت اللہ پر پہلی نظر پڑنے پر جو دعا مانگی جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ حضور اکرم کی سنت کے مطابق بیت اللہ شریف کو ہر سال غسل بھی دیا جاتا ہے۔

حطیم:

یہ دراصل بیت اللہ ہی کا حصہ ہے، لیکن قریش مکہ کے پاس حلال مال میسر نہ ہونے کی وجہ سے انہوں نے تعمیر کعبہ کے وقت یہ حصہ چھوڑ کر بیت اللہ کی تعمیر کی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کعبہ شریف میں داخل ہوکر نماز پڑھنا چاہتی تھی۔ رسول اللہ میرا ہاتھ پکڑ کر حطیم میں لے گئے اور فرمایا: جب تم بیت اللہ (کعبہ) کے اندر نماز پڑھنا چاہو تو یہاں (حطیم میں) کھڑے ہوکر نماز پڑھ لو۔ یہ بھی بیت اللہ شریف کا حصہ ہے۔ تیری قوم نے بیت اللہ (کعبہ) کی تعمیر کے وقت (حلال کمائی میسر نہ ہونے کی وجہ سے) اسے (چھت کے بغیر) تھوڑا سا تعمیر کرا دیا تھا۔ بیت اللہ کی چھت سے حطیم کی طرف بارش کے پانی کے گرنے کی جگہ (پرنالہ) میزاب رحمت کہی جاتی ہے۔

حجر اسود:

حجر اسود قیمتی پتھروں میں سے ایک پتھر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی روشنی ختم کردی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرتا تو یہ پتھر مشرق اور مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کردیتا۔

حجر اسود جنت سے اترا ہوا پتھر ہے جو کہ دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن لوگوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کردیا ہے۔ حجر اسود کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھائیں گے کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جن سے وہ بولے گا اور گواہی دے گا اُس شخص کے حق میں جس نے اُس کا حق کے ساتھ بوسہ لیا ہو۔ حجر اسود کے استلام سے ہی طواف شروع کیا جاتا ہے اور اسی پر ختم کیا جاتا ہے۔ حجر اسود کا بوسہ لینا یا اس کی طرف دونوں یا داہنے ہاتھ سے اشارہ کرنا استلام کہلاتا ہے۔

مُلتزم:

ملتزم کے معنیٰ ہے چمٹنے کی جگہ۔ حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازے کے درمیان ڈھائی گز کے قریب کعبہ کی دیوار کا جو حصہ ہے وہ ملتزم کہلاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ چمٹ کر دعائیں مانگی تھیں، یہ

دعاؤں کے قبول ہونے کی خاص جگہ ہے۔

رکن یمانی:

بیت اللہ کے تیسرے کونہ کو رکن یمانی کہتے ہیں۔ رکن یمانی کو چھونا گناہوں کو مٹاتا ہے۔ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں۔ جو شخص وہاں جا کر یہ دعا پڑھے:

’’رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ‘‘ تو وہ سب فرشتے آمین کہتے ہیں، یعنی یا اللہ! اس شخص کی دعا قبول فرما۔

مقام ابراہیم:

یہ ایک پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کو تعمیر کیا تھا۔ اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات ہیں۔ یہ کعبہ کے سامنے ایک جالی دار شیشے کے چھوٹے سے قبہ میں محفوظ ہے جس کے اطراف میں پیتل کی خوشنما جالی نصب ہے۔ حجر اسود کی طرح یہ پتھر بھی جنت سے لایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی روشنی ختم کردی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرتا تو یہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کر دیتا۔

طواف سے فراغت کے بعد طواف کی دو رکعت اگر سہولت سے مقامِ ابراہیم کے پیچھے جگہ مل جائے تو مقام ابراہیم کے پیچھے ہی پڑھنا بہتر ہے۔

مسجد حرام:

مسلمانوں کی سب سے بڑی مسجد (مسجد حرام) مقدس شہر مکہ مکرمہ کے وسط میں واقع ہے۔ مسجد حرام کے درمیان میں بیت اللہ ہے جس کی طرف رخ کرکے دنیا بھر کے مسلمان ایمان کے بعد سب سے اہم رکن یعنی نماز کی ادائیگی کرتے ہیں۔ دنیا میں سب سے پہلی مسجد مسجد حرام ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ زمین میں سب سے پہلی کون سی مسجد بنائی گئی؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجدِ حرام۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کون سی؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسجد اقصیٰ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ دونوں کے درمیان کتنے وقت کا فرق ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چالیس سال کا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’تین مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کا سفر اختیار نہ کیا جائے: مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔‘‘

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’میری اس مسجد میں نماز کا ثواب دیگر مساجد کے مقابلے میں ہزار گنا زیادہ ہے سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہے۔‘‘

صفا و مروہ:

صفا و مروہ دو پہاڑیاں ہیں۔ صفا کو شیشوں کے حصار میں لے لیا گیا ہے جبکہ مروہ کی پہاڑی کا تھوڑا حصہ نظر آتا ہے۔ صفا و مروہ اور اس کے درمیان کا مکمل حصہ ایئر کنڈیشنڈ ہے۔ صفا و مروہ کے درمیان حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی تلاش میں سات چکر لگائے تھے اور جہاں مرد حضرات تھوڑا تیز چلتے ہیں یہ اُس زمانہ میں صفا مروہ پہاڑیوں کے درمیان ایک وادی تھی جہاں سے ان کا بیٹا نظر نہیں آتا تھا، لہٰذا سیدہ ہاجرہؓ اس وادی میں تھوڑا تیز دوڑی تھیں۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اس عظیم قربانی کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر قیامت تک آنے والے تمام مرد حاجیوں کو اس جگہ تھوڑا تیز چلنے کی تعلیم دی۔ شریعت اسلامیہ نے صنف نازک کے جسم کی نزاکت کے مدنظر اس کو صرف مردوں کے لئے سنت قرار دیا ہے۔ سعی کا ہر چکر تقریباً 395 میٹر لمبا ہے، یعنی 7 چکر کی کُل مسافت تقریباً پونے 3 کلومیٹر بنتی ہے۔ نیچے کی منزل کے مقابلہ میں اوپر والی منزل پر ازدہام کچھ کم رہتا ہے۔ قرب قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس پہاڑی سے ایک ایسا جانور نکلے گا جو انسانی زبان میں بات کرے گا۔

منیٰ:

منیٰ مکہ مکرمہ سے ۴،۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر دوطرفہ پہاڑوں کے درمیان ایک بہت بڑا میدان ہے۔ حجاج کرام ۸/ذوالحجہ کو اور اسی طرح ۱۱، ۱۲ اور ر ۱۳ ذوالحجہ کو منیٰ میں قیام فرماتے ہیں۔ منیٰ میں ایک مسجد ہے جسے مسجد خیف کہا جاتا ہے۔ اسی مسجد کے قریب جمرات ہیں جہاں حجاج کرام کنکریاں مارتے ہیں۔ منیٰ ہی میں قربان گاہ ہے جہاں حجاج کرام کی قربانیاں کی جاتی ہیں۔

عرفات:

عرفات منیٰ سے تقریباً ۸، ۱۰ کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ میدان عرفات کے شروع میں مسجد نمرہ نامی ایک بہت بڑی مسجد ہے جس میں زوال کے فوراً بعد خطبہ ہوتا ہے پھر ایک اذان اور دو اقامت سے ظہر اور عصر کی نمازیں جماعت سے ادا ہوتی ہیں۔ اسی جگہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تھا جو ’’خطبہ حجۃ الوداع‘‘ کے نام سے معروف ہے۔ مسجد نمرہ کا اگلا حصہ عرفات کی حدود سے باہر ہے۔ منیٰ و مزدلفہ حدود حرم کے اندر، جبکہ عرفات حدود حرم سے باہر ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں حج کا سب سے اہم رکن ادا ہوتا ہے، جس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وقوف عرفہ ہی حج ہے۔

مزدلفہ:

۹/ ذوالحجہ کو غروب آفتاب کے بعد حجاج کرام عرفات سے مزدلفہ آ کر عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ یہاں رات کو قیام فرماتے ہیں اور نماز فجر کے بعد قبلہ رخ کھڑے ہو کر دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ۔‘‘ (البقرۃ:198)

ترجمہ: ’’جب تم عرفات سے واپس ہو کر مزدلفہ آؤ تو یہاں مشعر حرام کے پاس اللہ کے ذکر میں مشغول رہو۔‘‘

اس جگہ ایک مسجد بنی ہوئی ہے جس کو مسجد مشعر حرام کہتے ہیں۔ مزدلفہ منیٰ سے 3,4 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

وادی محسر:

منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان میں ایک وادی ہے جس کو وادی محسر کہتے ہیں۔ یہاں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق گزرتے وقت تھوڑا تیز چل کر گزرا جاتا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے ابرہہ بادشاہ کے لشکر کو ہلاک و تباہ کیا تھا جو بیت اللہ کو ڈھانے کے ارادہ سے آ رہا تھا۔

جمرات:

یہ منیٰ میں تین مشہور مقام ہیں جہاں اب دیوار کی شکل میں بڑے بڑے ستون بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع میں ان جگہوں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ان میں سے جو مسجد خیف کے قریب ہے، اسے جمرہ اولیٰ، اس کے بعد بیچ والے جمرہ کو جمرہ وسطیٰ اور اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف آخری جمرہ کو جمرہ عقبہ یا جمرہ کبریٰ کہا جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شیطان نے ان تین مقامات پر بہکانے کی کوشش کی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان تین مقامات پر شیطان کو کنکریاں ماری تھیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس عمل کو قیامت تک آنے والے حاجیوں کے لئے لازم قرار دیدیا۔ حجاج کرام بظاہر جمرات پر کنکریاں مارتے ہیں لیکن درحقیقت شیطان کو اس عمل کے ذریعہ دھتکارا جاتا ہے۔ رمی یعنی جمرات پر کنکریاں مارنا حج کے واجبات میں سے ہے۔ دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذوالحجہ کو رمی کرنا (یعنی ۴۹ کنکریاں مارنا) ہر حاجی کے لئے ضروری ہے۔ تیرہویں ذوالحجہ کی رمی (یعنی ۲۱ کنکریاں مارنا) اختیاری ہے۔

مولد النبی:

مروہ کے قریب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی جگہ ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ۹ یا ۱۲/ ربیع الاول کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے تھے۔ اس جگہ پر اِن دنوں مکتبہ (لائبریری) قائم ہے۔

غار ثور:

یہ غار جبل ثور کی چوٹی کے پاس ہے۔ یہ پہاڑ مسجد حرام سے تقریباً دس کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور غار ایک میل کی چڑھائی پر واقع ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ ہجرت کے وقت اسی غار میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تین دن قیام فرمایا تھا۔

غار حرا:

یہاں قرآن کریم نازل ہونا شروع ہوا تھا۔ سورہ اقراء کی ابتدائی چند آیات اسی غار میں نازل ہوئی تھیں۔ یہ غار جبل نور (پہاڑ) پر واقع ہے۔ یہ پہاڑ مکہ مکرمہ سے منیٰ جانے والے اہم راستہ پر مسجد حرام سے تقریباً چار کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ اس کی اونچائی تقریباً دو ہزار فٹ ہے۔

جنت المعلّٰی:

یہ مکہ مکرمہ کا قبرستان ہے۔ یہاں پر ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، صحابۂ کرامؓ،

تابعین، تبع تابعین اور اولیاء اللہ مدفون ہیں۔

مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات:

قارئین کرام کی خدمت میں مدینۃ النبی کے اہم تاریخی مقامات کی تفصیل پیش ہے۔

مسجد نبوی:

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے ایک ہجری میں مسجد قبا کی تعمیر کے بعد صحابۂ کرامؓ کے ساتھ مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی۔ اس وقت مسجد نبوی ۱۰۵ فٹ لمبی اور ۹۰ فٹ چوڑی تھی۔ ہجرت کے ساتویں سال فتح خیبر کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی کی توسیع فرمائی۔ اس توسیع کے بعد مسجد نبوی کی لمبائی اور چوڑائی ۱۵۰ فٹ ہوگئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسلمانوں کی تعداد میں جب غیر معمولی اضافہ ہوگیا اور مسجد ناکافی ثابت ہوئی تو ۱۷ھ میں مسجد نبوی کی توسیع کی گئی۔ ۲۹ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسجد نبوی کی توسیع کی گئی۔ اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے ۸۸ھ تا ۹۱ھ میں مسجد نبوی کی غیر معمولی توسیع کی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔ اموی اور عباسی دور میں مسجد نبوی کی متعدد توسیعات ہوئیں۔ ترکوں نے مسجد نبوی کی نئے سرے سے تعمیر کی۔

اس میں سرخ پتھر کا استعمال کیا گیا۔ مضبوطی اور خوبصورتی کے اعتبار سے ترکوں کی عقیدت مندی کی ناقابل فراموش یادگار آج بھی برقرار ہے۔ حج اور عمرہ کرنے والوں اور زائرین کی کثرت کی وجہ سے جب یہ توسیعات بھی ناکافی رہیں تو موجودہ سعودی حکومت نے قرب و جوار کی عمارتوں کو خرید کر اور انہیں منہدم کر کے عظیم الشان توسیع کی جو اب تک کی سب بڑی توسیع مانی جاتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین مساجد کے علاوہ کسی دوسری مسجد کا سفر اختیار نہ کیا جائے: ''مسجد نبوی، مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میری اس مسجد میں نماز کا ثواب دیگر مساجد کے مقابلے میں ہزار گنا زیادہ ہے سوائے مسجد حرام کے۔''

دوسری روایت میں ۵۰ ہزار نمازوں کے ثواب کا ذکر ہے۔

جس خلوص کے ساتھ وہاں نماز پڑھی جائے گی اسی کے مطابق اجر و ثواب ملے گا، ان شاء اللہ۔

حجرۂ مبارکہ:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری دس، گیارہ سال مدینہ منورہ میں گزارے۔ ۸ ہجری میں فتح مکہ مکرمہ کے بعد بھی آپ نے اسی مبارک شہر کو اپنا مسکن بنایا۔ آپ کے انتقال کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ہی آپ کو دفن کر دیا گیا۔ اسی حجرہ میں آپ کا انتقال بھی ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی اسی حجرہ میں مدفون ہیں۔ اسی حجرہ مبارکہ کے پاس کھڑے ہو کر سلام پڑھا جاتا ہے۔ حجرہ مبارکہ کے قبلہ رخ تین جالیاں ہیں جس میں دوسری جالی میں تین سوراخ ہیں، پہلے اور بڑے گولائی والے سوراخ کے سامنے آنے کا مطلب ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اطہر سامنے ہے۔ دوسرے سوراخ کے سامنے آنے کا مطلب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر سامنے ہے اور تیسرے سوراخ کے سامنے آنے کا مطلب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر سامنے ہے۔

ریاض الجنۃ:

قدیم مسجد نبوی میں منبر اور روضۂ اقدس کے درمیان جو جگہ ہے وہ ریاض الجنۃ کہلاتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ''مَابَیْنَ بَیْتِی وَمِنْبَرِی رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ۔''

ترجمہ: ''منبر اور روضہ کے درمیان کی جگہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے۔''

ریاض الجنۃ کی شناخت کے لئے یہاں سفید سنگ مرمر کے ستون ہیں۔ ان ستونوں کو اسطوانہ کہتے ہیں، ان ستونوں پر ان کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں۔ ریاض الجنۃ کے پورے حصہ میں جہاں سفید اور ہری قالینوں کا فرش ہے نمازیں ادا کرنا زیادہ ثواب کا باعث ہے، نیز قبولیت دعا کے لئے بھی خاص مقام ہے۔

اصحابِ صفہ کا چبوترہ:

مسجد نبوی میں حجرۂ شریفہ کے پیچھے ایک چبوترہ بنا ہوا ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں وہ مسکین وغریب صحابہ کرامؓ قیام فرماتے تھے جن کا نہ

گھر تھا نہ در اور جو دن و رات ذکر و تلاوت کرتے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے مستفیض ہوتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسی درسگاہ کے ممتاز شاگردوں میں سے ہیں۔ اصحاب صفہ کی تعداد کم اور زیادہ ہوتی رہتی تھی، کبھی کبھی ان کی تعداد ۸۰ تک پہنچ جاتی تھی۔ سورۃ الکھف کی آیت نمبر ۲۸، انہی اصحابِ صفہ کے حق میں نازل ہوئی، جس میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا۔

جنت البقیع (بقیع الغرقد):

یہ مدینہ منورہ کا قبرستان ہے جو مسجد نبوی سے بہت تھوڑے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس میں بے شمار صحابہ (تقریباً دس ہزار) اور اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاروں صاحبزادیاں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔

جبل اُحد (اُحد کا پہاڑ):

مسجد نبوی سے تقریباً ۴ یا ۵ کیلومیٹر کے فاصلہ پر یہ مقدس پہاڑ واقع ہے جس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَ نُحِبُّہٗ'' (اُحد کا پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اُحد سے محبت رکھتے ہیں)۔

اسی پہاڑ کے دامن میں ۳ھ میں جنگ احد ہوئی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت زخمی ہوئے اور تقریباً ستر صحابۂ کرامؓ شہید ہوئے تھے۔ یہ سب شہداء اسی جگہ مدفون ہیں جس کا احاطہ کر دیا گیا ہے۔ اسی احاطہ کے بیچ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مدفون ہیں، آپؓ کی قبر کے برابر میں حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ اور حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدفون ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص اہتمام سے یہاں تشریف لاتے اور شہداء کو سلام و دعا سے نوازتے تھے۔

مَسْجِدِ قبا:

مسجد قُبا مسجد نبوی سے تقریباً ۴ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ مسلمانوں کی یہ سب سے پہلی مسجد ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو قبیلہ بن عوف کے پاس قیام فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ کے ساتھ خود اپنے دست مبارک سے اس مسجد کی بنیاد رکھی۔ اس مسجد کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی۔''

(التوبہ 108)

ترجمہ: ''وہ مسجد جس کی بنیاد اخلاص و تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔''

مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے بعد مسجد قبا دنیا بھر کی تمام مساجد میں سب سے افضل ہے۔ حضور اکرم کبھی سوار ہو کر کبھی پیدل چل کر مسجد قبا تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہے: ''جو شخص (اپنے گھر سے) نکلے اور اس مسجد (یعنی مسجد قبا) میں آ کر (دو رکعت) نماز پڑھے تو اسے عمرہ کے برابر ثواب ملے گا۔''

مسجد جمعہ:

حضور اکرم نے سب سے پہلے اسی مسجد میں جمعہ ادا فرمایا تھا، یہ مسجد قبا کے قریب ہی واقع ہے۔

مسجد فتح (مسجد احزاب):

یہ مسجد جبل سلع کے غربی کنارے پر اونچائی پر واقع تھی۔ غزوۂ خندق (احزاب) میں جب تمام کفار مدینہ منورہ پر مجتمع ہو کر چڑھ آئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی جانب سے خندقیں کھودی گئی تھیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جگہ دعا فرمائی تھی، چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ اس مسجد کے قریب کئی چھوٹی چھوٹی مسجدیں بنی ہوئی ہیں جو مسجد سلمان فارسی، مسجد ابو بکر، مسجد عمر اور مسجد علی کے نام سے مشہور ہیں۔ دراصل غزوۂ خندق کے موقع پر یہ اُن حضرات کے پڑاؤ تھے جن کو محفوظ اور متعین کرنے کے لئے غالباً سب سے پہلے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے مساجد کی شکل دی۔ یہ مقام مساجد خمسہ کے نام سے مشہور ہے۔ اب سعودی حکومت نے اس جگہ پر ایک بڑی عالیشان مسجد (مسجد خندق) کے نام سے تعمیر کی ہے۔

مسجد قبلتین:

تحویل قبلہ کا حکم عصر کی نماز میں ہوا۔ ایک صحابی نے عصر کی نماز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی، پھر انصار کی جماعت پر ان کا گزر ہوا۔ وہ انصار صحابہ (مسجد قبلتین میں) بیت المقدس کی جانب نماز ادا کر رہے تھے۔ ان صحابی نے انصار صحابہ کو خبر دی کہ اللہ

(باقی صفحہ 23 پر)

یکتائے زمانہ

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد مجیب الرحمٰن دیودرگی

نام ونسب:

نام:عبداللہ ، والد کا نام: ابن مبارک تھا، ان کے والد دراصل ترکی النسل تھے ،۱۱۸ھ میں ان کی پیدائش ہوئی ،اور۱۸۱ھ میں وفات ہوئی،کل عمر ۶۳ سال ہوئی ،مرو میں ان کا قیام کافی بڑے گھر میں تھا۔

(البدایہ والنہایہ ۱۰/ ۱۹۱)

توصیفی کلمات:

کسی بھی شخصیت کا تعارف اوراس کی اہمیت کا اندازہ قائم کرنے میں اس کے ہم عصروں کے تأثرات کا بڑا دخل ہوتا ہے، منصف مزاج ہم عصر یا توشخصیت کے سلسلے میں تعریف وتوصیف کرتے ہیں، یا نقد وجرح کرتے ہیں، سفیان ابن عیینہؒ مشہور محدث ہیں، انہوں نے ابن مبارکؒ کی کچھ یوں تعریف کی: ’’میں نے ابن مبارکؒ کے حالات پرغور کیا اورصحابۂ کرامؓ کے حالات پر غور کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ابن مبارکؒ میں آپ کی صحبت ومعیت کے علاوہ تمام فضائل موجود ہیں،صحابۂ کرامؓ آپ کی صحبت کی برکت سے اعلیٰ وبلند ہیں۔‘‘(البدایہ والنہایہ ۱۰/ ۱۹۱)

اسماعیل ابن عیاشؒ فرماتے ہیں: ’’روئے زمین پر ان جیسا کوئی نہیں، ہرنیکی کو میں نے ابن مبارک میں پایا جواللہ تعالیٰ نے ان میں ودیعت کررکھی تھی، وہ اپنے ساتھیوں کی ضیافت فرماتے، حالاں کہ وہ خود روزے سے ہوتے۔‘‘(البدایہ والنہایہ ۱۰/ ۱۹۱)

عطاء بن مسلمؒ نے عبیدؒ سے پوچھا کہ کیا تم نے ابن مبارکؒ کو دیکھا ہے؟ تو جواب دیا کہ ’’ہاں دیکھا ہے، نہ ان جیسا میں نے کسی کو دیکھا اور نہ ہی ان جیسا کوئی ہوسکتا ہے‘‘،مشہور صوفی وبزرگ فضیل بن عیاضؒ ابن مبارکؒ کی تعریف میں یوں گویا ہیں: ’’ان جیسا کوئی ان کا نائب نہ ہوسکا‘‘ عبدالرحمٰن ابن مہدیؒ جو مشہور رُواۃِ حدیث میں سے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ ’’میں نے ابن مبارکؒ جیسا اس امت کا خیرخواہ نہیں دیکھا۔‘‘ مشہور مؤرخ، مفسر قرآن ابن کثیر الدمشقیؒ نے ان اوصاف کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا: ’’ایک جانب ابنِ مبارک علمِ فقہ کے ماہر ہیں تو دوسری جانب علم کے بحرِ بے کراں ہیں اور ساتھ ہی امت کے لیے بے پناہ مال کو لٹانے والے سخی ہیں اور اس سے بڑھ کر شجاعت وبہادری میں بے مثال مظاہرہ کرنے والے مجاہد بھی ہیں، ان میں خیر کی کئی خصلتیں جمع کردی گئیں تھیں۔‘‘

(البدایہ والنہایہ ۱۰/ ۱۹۱)

ابنِ مبارکؒ کی طرزِ زندگی دیکھ کر سفیان ابنِ عیینہؒ کہتے تھے کہ ’’میری زندگی کا کم ازکم ایک سال ابن مبارکؒ کی طرح گزر جائے؛ حالانکہ تین دن بھی ایسے نہیں گزر سکتے۔‘‘

(البدایہ والنہایہ ۱۰/ ۱۹۱)

شجاعت وبہادری:

ان کے ذاتی اوصاف میں سے یہ اہم ترین خوبی تھی کہ موت سے بے خوف وخطر ہوکر شوقِ شہادت میں میدانِ جہاد کی طرف رواں دواں ہوتے اور بنفسِ نفیس جہاد میں شریک ہوتے اور نہایت ہی بہادری کا مظاہرہ فرماتے، عموماً علم کی دولت ہاتھ آجانے کے بعد انسان کسل مندی اور سستی کا مظاہرہ کرتا ہے اور اگر مال بھی آجائے تو اپنے آپ کو بقیہ تمام چیزوں سے ماوراء شمار کرتا ہے؛ لیکن ابن مبارک کی یہ امتیازی خوبی تھی کہ مال ودولت کے ڈھیر لگے ہوئے ہونے اور علم جیسی عظیم ترین نعمت ہاتھ آنے کے باوجود وہ میدانِ جنگ سے اپنے آپ کو مستغنی نہیں سمجھتے، ایک جنگ کا واقعہ لکھا ہے کہ دشمنوں کی صفیں تیار ہوگئیں، ادھر مسلمان بھی تیار ہوگئے، ایک کافر جوان آگے بڑھا، اس نے آواز دی: آؤ مقابلہ کے لیے، مسلمانوں کی صف سے ایک جوان اپنے منہ پر کپڑا باندھ کر نکل پڑا اور اس کا کام تمام کردیا، ایسے ہی پھر دو کافر نکلے، جن کا مومن شخص نے کام تمام کردیا، اس کے بعد

مومن شخص نے مسلمانوں کے لشکر میں آکر منہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ عبداللہ ابن مبارکؒ ہیں۔(صفۃ الصفوۃ ۲/ ۳۲۹)

یہ ابن مبارکؒ کی بہادری ہی تھی کہ وہ ہمیشہ جہاد کے لیے کمر بستہ رہتے اور اس کا اہتمام بھی فرماتے۔

سخاوت:

جیسے حاتم طائی کی سخاوت مشہور ہوگئی تھی، اسی طرح طبقۂ علماء میں ابن مبارکؒ کی سخاوت لوگوں کے مابین نہایت مشہور ہے، ابن مبارکؒ کی سخاوت کے بے شمار قصے ہیں، ورنہ بے شمار سخاوت کی ایسی مثالیں ہیں کہ جن کی خبر عام نہ ہوئی، کئی مقروضین ایسے ہیں کہ جن کے قرضوں کو ابن مبارکؒ نے ادا کر دیا اور مقروضین کو اس بات کا بھی پابند بنا دیا کہ وہ کسی سے اس راز کو فاش نہ کرے۔ (صفۃ الصفوۃ ۲/ ۳۲۸)

بلکہ ابن مبارک خود اپنے سلسلہ میں کہتے ہیں: میری تجارت کی غرض ہی علماء وصوفیاء اور مشائخین کی امداد کرنا ہے، ایک دفعہ فضیل بن عیاضؒ جو خود مشہور بزرگ ہیں، ان سے کہنے لگے: اگر تم اور تمہارے ساتھی نہ ہوتے تو میں کبھی تجارت نہ کرتا۔(صفۃ الصفوۃ ۲/ ۳۲۶)

یہی وجہ تھی کہ ابن مبارک اپنی ذات پر مال بہت کم خرچ کیا کرتے اور ساتھیوں پر زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی کوشش کرتے، اسماعیل ابن عیاضؒ نے فرمایا تھا کہ ابن مبارک عجیب وغریب آدمی ہیں، جو ساتھیوں کی تو ضیافت فرماتے ہیں اور خود روزہ رکھتے ہیں۔(البدایہ ۱۰/ ۱۹۲)

فقراء پر ہر سال ایک لاکھ درہم خرچ کرتے، نیز عابدین وزاہدین پر رأس المال کا نفع خرچ کرتے۔(البدایہ والنہایہ ۱۰/ ۱۹۱)

حج کا زمانہ آتا تو ابن مبارکؒ کے ساتھ حج کے لیے مرو کے لوگ جاتے، ابن مبارکؒ کہتے کہ تم سب اپنا مال جمع کرو، سب لوگ اپنا اپنا خرچ ابن مبارکؒ کے پاس جمع کر دیتے، اس خرچ کو لے کر ابن مبارکؒ صندوق میں ناموں کے ساتھ محفوظ رکھتے اور حج کے لیے چلے جاتے، مدینہ میں، مکہ میں حاجیوں کی عمدہ کھانے سے ضیافت فرماتے، ان حاجیوں کے اہل وعیال کے لیے اشیاء خریدواتے، پھر واپس مرو پہنچتے تو ان سب حاجیوں کی دعوت کرتے، اس کے بعد ان کی رقم ان حاجیوں کو واپس کر دیتے۔(البدایہ ۱۰/ ۱۹۲)

ایک دفعہ حج کے لیے نکلے تو راستہ میں ایک پرندہ مر گیا، آپؒ نے اسے کوڑے دان میں ڈال دینے کا حکم دیا، اس کے بعد ساتھی آگے نکلے، ابن مبارکؒ وہیں ٹھہرے ہوئے رہے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ کوڑے دان پر ایک لڑکی آئی اور اس مردہ پرندہ کو اٹھا کر اپنے گھر لے گئی، عبداللہ بن مبارکؒ اس کے پیچھے گئے، اس کے احوال دریافت کیے، تو لڑکی نے اپنی بدحالی کا تذکرہ کیا اور کہا کہ چند دنوں سے تو ایسی حالت ہوگئی کہ ہمارے لیے مردار بھی حلال ہوگیا ہے، ہمارے والد کے پاس جو کچھ مال تھا، لوگوں نے ظلم کر کے ان سے مال چھین لیا اور انہیں قتل بھی کر دیا، ان حالات کے سننے کے بعد ابن مبارکؒ نے خازن کو بلوایا اور اس سے پوچھا کہ نفقہ وخرچ کتنا ہے؟ خازن نے جواب دیا کہ ایک ہزار دینار، ابن مبارکؒ نے فرمایا: ہمارے مرو تک پہنچنے کے لیے بیس (۲۰) دینار کافی ہیں، یہ رکھ لو اور بقیہ رقم اس عورت کو دے دو، خازن نے اسی طرح کیا، اس کے بعد ابن مبارکؒ نے فرمایا: اس سال ہمارے لیے حج کرنے سے زیادہ افضل یہ تعاون کرنا ہے۔(البدایہ والنہایہ ۱۰/ ۱۹۱)

غور کیجیے! ابن مبارکؒ جیسے جید عالمِ دین وفقیہ وامامِ وقت نے حج جیسی عظیم عبادت کے بجائے غریب کی امداد کو اہمیت دی، اور محتاج و مضطر کا تعاون فرمادیا اور حج کا ارادہ ملتوی فرما دیا، نیز یہ بھی فرمایا کہ ایسے موقع پر جب کہ ہمارے اردگرد ہمارے پڑوس میں محتاجوں کے گروہ رہتے ہوں، تو ہمیں نفلی حج کے لیے کوشش کرنے کے بجائے ان محتاجوں کی امداد پر توجہ دینا، ان فقراء کی خبر گیری کرنا، ان کی ضروریات پورا کرنا زیادہ افضل ہے، اس واقعہ میں ان مالداروں کے لیے انتہائی عبرت ہے کہ جو لاکھوں روپے نفلی حج وعمروں میں لگانے میں مصروف ہیں اور اپنے محتاج پڑوسیوں کی خبر گیری نہیں کرتے، اپنے غریب رشتہ داروں پر کچھ خرچ نہیں کرتے، اس لیے علماء کرام نے لکھا ہے کہ نفلی حج وعمرہ کے بجائے غریبوں کی امداد کرنا زیادہ افضل ہے، پڑوس میں کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جو سودی قرضوں میں مبتلا ہیں، کتنے ہی رشتہ دار اور محتاج ایسے ہیں جو ہسپتالوں کے چکر کاٹ رہے ہیں، کئی مریض تو ایسے ہیں جنہیں دوائی کے لیے رقم دستیاب نہیں ہے، کئی بے بس مریض تو اس حال تک پہنچ گئے ہیں کہ غربت کی وجہ سے

امراض کا علاج کرانے سے عاجز ہیں اور موت ہی کے انتظار میں بسترِ مرگ پر پڑے ہوئے ہیں، ویسے میں یہ مالدار ایک سے زائد نفلی حج وعمرہ میں ایک کثیر تعداد میں مال صرف کررہے ہیں، کیا ان سے روزِ قیامت باز پرس نہیں ہوگی؟ کیا انہیں ابنِ مبارکؒ کا یہ طرزِ عمل غرباء کی امداد پر آمادہ نہیں کرتا؟

ابنِ مبارکؒ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ حضرت حسنؒ فرماتے ہیں: ''میں خراسان سے بغداد تک آپ کے ساتھ رہا، کبھی میں نے آپ کو تنہا کھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔''

(صفۃ الصفوۃ ۲/ ۳۲۴)

حدیث شریف کا اشتغال:

مالداری کے باوجود علم کی جانب جھکاؤ، علم سے لگاؤ، اہلِ علم کی قدردانی علم کے لیے اپنے آپ کو وقف کرنا بہت کم ہی لوگوں کے نصیبے میں آتا ہے، انہیں بانصیب افراد میں ایک ابنِ مبارکؒ ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے علمِ حدیث جیسی مبارک شئی سے تعلق و وارفتگی نصیب فرمائی، ابنِ مبارکؒ گھر میں زیادہ رہتے تھے، لوگوں نے پوچھا کہ کیا تمہیں گھر میں وحشت نہیں ہوتی؟ جواباً کہنے لگے کہ مجھے وحشت کیسے ہوگی کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال کے ساتھ رہا کرتا ہوں۔

(صفۃ الصفوۃ ۲/ ۳۲۴)

ابنِ مبارکؒ کی حالت بیان کرتے ہوئے نعیم ابنِ حماد کہتے ہیں کہ ابنِ مبارکؒ جب کتاب الرقاق پڑھتے تو نہایت آبدیدہ ہو جاتے، کوئی ان سے اس دوران سوال کرنے یا ان کے قریب جانے کی ہمت نہیں کرتا۔(صفۃ الصفوۃ ۲/ ۳۲۵)

آخرت کا خوف:

مال کے ساتھ پہلے تو علم ہی کا اجتماع بہت کم ہوتا ہے؛ مگر جب یہ دونوں جمع ہو جائیں اور ان میں عمل بھی جمع ہو جائے تو نورٌ علیٰ نور کا مصداق ہو جاتا ہے؛ لیکن ایسا حسین امتزاج ناپید نہیں تو کمیاب ضرور ہے؛ لیکن ابنِ مبارکؒ کی ذات ہی خود مبارک تھی جن میں اللہ تعالیٰ نے یہ تمام تر خوبیاں بیک وقت جمع فرمائی تھیں، عملی زندگی میں وہ انتہائی فعال اور متحرک تھے اور ہر وقت انہیں اپنی آخرت کی فکر دامن گیر رہتی؛ چنانچہ ایک دفعہ مکۃ المکرمہ میں ابنِ مبارکؒ کو زمزم سے لبریز پیالہ پیش کیا گیا تو آپ نے قبلہ رخ ہو کر یہ حدیث مبارک بیان فرمائی: ''مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ'' (ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جاتا ہے، اس کے لیے کافی ہوتا ہے) اس کے بعد ابنِ مبارکؒ نے فرمایا: یہ پانی میں قیامت کی پیاس بجھانے کے لیے پیتا ہوں، اس کے بعد آپؒ نے نوش فرمایا۔(ایضاً)

عبادت وقبولیتِ دعا:

ابنِ مبارکؒ پر اللہ کا خاص کرم یہ بھی تھا کہ انہیں عبادت وغیرہ کا بھی خاص شوق عنایت فرمایا تھا، اسی بنا پر راتوں میں ابنِ مبارکؒ کا عجیب وغریب حال ہوا کرتا کہ راتوں میں اتنا زیادہ روتے کہ ان کی داڑھی تر ہو جاتی، حاسدین یہ دیکھ کر کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی بنا پر انہیں ہم پر فضیلت دی ہے۔

(صفۃ الصفوۃ ۲/ ۳۳۰)

ابو وہبؒ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں مستجاب الدعوات بھی بنایا تھا، ایک مرتبہ ایک اندھے شخص پر سے ابنِ مبارکؒ کا گزر ہوا تو اس اندھے نے ابنِ مبارکؒ سے سوال کیا کہ آپ میرے لیے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی لوٹا دے، ابنِ مبارکؒ نے دعا کر دی، اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی بینائی لوٹا دی، ابو وہب کہتے ہیں کہ میں نے خود اس کو دیکھتے ہوئے دیکھا ہے۔(ایضاً ۲/ ۳۲۹)

حقیقی بادشاہت:

حکمراں وہ لوگ نہیں جو جبراً عوام پر مسلط ہو جائیں اور اپنا حکم نافذ کرنے لگیں؛

بقیہ:... عشرۂ ذوالحجہ... فضیلت واہمیت

زمین پر گرنے سے پہلے یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتی ہے۔ اس لیے تم خوشی خوشی قربانی کیا کرو۔'' (سنن ترمذی)

ان فضائل وبرکات سے اس ماہ کی عظمت اور عشرۂ ذوالحجہ کی فضیلت واضح ہوتی ہے۔ لہٰذا رضائے ربِ کریم کے حصول اور آخرت کی نعمتوں کو سمیٹنے کی غرض سے ان ایام میں رجوع الی اللہ خوش بختی کا سامان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس ماہِ مکرم کی برکات سے بھرپور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

بلکہ حکمراں حقیقی معنی میں وہ ہے جنہیں قوم حقیقی معنیٰ میں دل وجان سے چاہنے لگے، ان کی ہر ہر ادا پر مر مٹنے لگے، ان کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بیتاب ہو، ان کی اتباع کو اپنے لیے کامیابی کا زینہ سمجھے، بادشاہوں کے مقابلے بزرگوں کی جو حکومت ہوتی ہے، وہ اس طرح کہ عوام کے دلوں پر وہ راج کرتے ہیں؛ چنانچہ ایک دفعہ ابنِ مبارکؒ رقہ آئے، لوگ جوتے چپل چھوڑ کر ان کے پیچھے جانے لگے اور غبار بہت زیادہ اڑنے لگا، خلیفہ ہارون رشید کی باندی محل کی کھڑکی سے یہ سب نظارہ کر رہی تھی، اس باندی نے پوچھا: یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے جواب دیا: یہ خراسان کے عالمِ دین ہیں، جو رقہ آئے ہوئے ہیں، لوگ انہیں دیکھنے اور سننے کے لیے جمع ہو رہے ہیں، اس باندی نے یہ سن کر کہا کہ ہارون رشید حقیقت میں بادشاہ نہیں ہیں؛ بلکہ حقیقتاً بادشاہ تو یہ ہیں؛ کیوں کہ ان کے جمع کرنے کے لیے کوئی پولیس ومددگار کی کوئی ضرورت نہیں۔

(البدایہ والنہایہ ۱۰/ ۱۱۵)

اقوال:

بزرگوں کے اقوال میں اللہ تعالیٰ نے عجیب وغریب تاثیر رکھی ہے، بعض دفعہ بزرگوں کا ایک جملہ وہ اثر دکھلا جاتا ہے، جو اوروں کی کئی تقاریر اور کئی مضامین اثر نہیں دکھلا سکتے، بعض دفعہ بزرگوں کے ایک ہی جملہ میں سامعین کی زندگی ہی تبدیل ہو جاتی ہے، ابنِ مبارکؒ کے بھی بے شمار اقوال ایسے ہیں، ایک شخص کو آپ نے نصیحت فرمائی: اپنی قدر پہچانو۔(صفۃ الصفوۃ ۲/ ۳۲۹)

ابنِ مبارکؒ فرماتے ہیں: ہم نے علم دنیا کے لیے سیکھا؛ لیکن علم ہی نے ہمیں دنیا چھوڑنا سکھایا۔(صفۃ الصفوۃ ۲/ ۳۳۰)

ایک دفعہ ابنِ مبارکؒ نے فرمایا: تم اور تمہارے ساتھی نہ ہوتے تو میں کبھی تجارت نہ کرتا۔(صفۃ الصفوۃ ۲/ ۳۲۶)

ایک دفعہ آپؒ نے فرمایا: دنیا والے دنیا کی بہترین چیز کھانے سے قبل دنیا چھوڑ کر چلے گئے، سامعین نے سوال کیا: وہ بہترین چیز کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا: اللہ کی معرفت، ابنِ مبارکؒ فرمایا کرتے: شبہ کا ایک درہم لوٹا دینا، لاکھوں درہم صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے، ایک دفعہ فرمایا: جس شخص میں جہل کی کوئی ایک صفت بھی ہو وہ جاہل ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو اسی بنیاد پر نصیحت کی ہے، آپؒ سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ آدمی کون لوگ ہیں؟ تو آپؒ نے جواب دیا: علماء کرام، بادشاہ کون ہیں؟ تو جواب دیا: زاہد لوگ بادشاہ ہیں، پھر فرمایا: بے کار لوگ وہ ہیں جو دین بیچ کر کھایا کرتے ہیں۔

(صفۃ الصفوۃ ۲/ ۳۲۶)

الغرض اللہ تعالیٰ نے ابنِ مبارکؒ کو بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا، مال ودولت کے ساتھ جود وسخا جیسی اہم نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو وافر مقدار میں عطا کی تھی، جس کا آپ موقع بموقع استعمال فرمایا کرتے تھے، نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم وعمل جیسی اہم نعمت سے بھی سرفراز فرمایا تھا، جس کا آپؒ نے بخوبی لحاظ کیا اور اس کی اشاعت میں بھرپور حصہ لیا، آپؒ کا زہد وتقویٰ انتہائی مثالی تھا، جس پر علماء وصلحاء رشک کیا کرتے تھے، حضرت سفیان ابنِ عیینہ جیسے عالمِ دین کہتے ہیں کہ میں خود ابنِ مبارکؒ جیسی زندگی گزارنا چاہتا ہوں؛ مگر مجھ سے نہیں ہو سکتا، لہٰذا آپؒ کی زندگی میں انسانی طبقات کے لیے بے شمار نمونہ، عبرتیں اور اسباق موجود ہیں، جن سے استفادہ کر کے زندگی گزارنا چاہئے، اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین، یا الٰہ العالمین! ۞۞

بقیہ:... مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ کے تاریخی مقامات

تعالیٰ نے بیت اللہ کو دوبارہ قبلہ بنا دیا ہے، اس خبر کو سنتے ہی صحابۂ کرام نے نماز ہی کی حالت میں خانہ کعبہ کی طرف رخ کر لیا۔ اس مسجد (قبلتین) میں ایک نماز دو قبلوں کی طرف ادا کی گئی اس لئے اسے مسجد قبلتین کہتے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ تحویل قبلہ کی آیت اسی مسجد میں نماز پڑھتے وقت نازل ہوئی تھی۔

مسجد ابی بن کعب:

یہ مسجد جنت البقیع کے متصل ہے۔ اس جگہ زمانہ نبوی کے مشہور قاری حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کا مکان تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں اکثر تشریف لاتے اور نماز پڑھتے تھے، نیز حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے قرآن سنتے اور سناتے تھے۔

مرزا قادیانی کے دعاوی

ایک نظر میں

مولانا عبدالحکیم نعمانی

جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی نے صرف نبوت اور رسالت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دعوے کئے ہیں۔ مرزا قادیانی کے چند باطل اور کفریہ دعوے ملاحظہ فرمائیں۔

ان عقائد کو ایک بار نہیں، بار بار پڑھیں اور خود مرزا قادیانی کے بارے میں فیصلہ کریں کہ کیا مرزا قادیانی ایک عقلمند انسان کہلانے کے لائق بھی ہے یا نہیں؟ آیئے مرزا قادیانی کے دعوؤں کا جائزہ لیتے ہیں:

1881ء حجر اسود ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ ”شخصے پائے من بوسید و من گفتم کہ سنگ اسود منم“ ایک شخص نے میرے پاؤں کو چوما اور میں نے اسے کہا کہ حجر اسود میں ہوں۔

(تذکرہ صفحہ 29 ایڈیشن چہارم 2008ء)

1882ء مجدد ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ”جب تیرہویں صدی کا اخیر ہوا اور چودہویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعے سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔“ (کتاب البریہ صفحہ 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 201)

1882ء مامور ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ”میں مامور من اللہ اور اول المؤمنین ہوں۔“ (کتاب البریہ صفحہ 169 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 202)

اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے 1884ء میں اشارتاً اور 1891ء میں صراحتاً مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔

1884ء مامور من اللہ ہونے کا اشارتاً دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ”خداوند کریم نے جو اسباب اور وسائل اشاعت دین کے اور دلائل اور براہین اتمام حجت کے محض اپنے فضل اور کرم سے اس عاجز کو عطا فرمائے ہیں۔ وہ امم سابقہ میں سے آج تک کسی کو عطا نہیں فرمائے اور جو کچھ اس بارے میں توفیقات غیبیہ اس عاجز کو دی گئی ہیں۔ وہ ان میں سے کسی کو نہیں دی گئیں۔ وذلك فضل الله يوتيه من يشاء۔ سو چونکہ خداوند کریم نے اسباب خاصہ سے اس عاجز کو مخصوص کیا ہے۔“ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 502 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 597)

1891ء مامور من اللہ ہونے کا صراحتاً دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ”اسلام کے ضعف، غربت اور تنہائی کے وقت میں خدائے تعالیٰ نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔“ (ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 767 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 514)

1882ء ملہم ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ”اس قسم کے الہام بھی یعنی جو سخت اور گراں صورت کے الفاظ خدا کی طرف سے زبان پر جاری ہوتے ہیں۔“ (براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ 225 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 249)

1882ء نذیر ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّا اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ۔“ (خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تاکہ تو ان لوگوں کو ڈرائے۔ جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے)۔ (ضرورۃ الامام صفحہ 31 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 502) (نصرۃ الحق صفحہ 52 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 66)

1883ء سلطان القلم ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے: ”یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ (مرزا قادیانی) سلطان القلم ہوگا۔“

(تذکرہ صفحہ 58 ایڈیشن چہارم 2008ء)

1883ء آدم، مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ:

1۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’یٰاٰدَمُ اسکُن اَنتَ وَ زَوجُكَ الجَنَّۃَ۔ یا مریم اسکُن اَنتَ وَ زَوجُكَ الجَنَّۃَ۔ یا احمد اسکُن اَنتَ وَ زَوجُكَ الجَنَّۃَ۔ نفخت فیك من لدنی روح الصدق (اے آدم، اے مریم، اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے۔ جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 497 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 590)

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’منم مسیح زماں و منم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد‘‘ میں مسیح زماں ہوں اور میں کلیم خدا ہوں۔ میں محمد، احمد اور مجتبیٰ ہوں۔‘‘ (تریاق القلوب صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 134)

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’پس اس (خدا تعالیٰ) نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گزشتہ نبی سے مجھے تشبیہ دی کہ میرا نام وہی رکھ دیا۔ چنانچہ آدم، ابراہیم، نوح، موسیٰ، داود، سلیمان، یوسف، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ یہ تمام میرے نام رکھے گئے۔ اس صورت میں گویا تمام انبیاء اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے۔‘‘ (نزول المسیح صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 382)

الہام کی تشریح:

اس الہام کی تشریح خود مرزا قادیانی نے کی ہے۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’مریم سے مریم ام عیسیٰ مراد نہیں۔ اور نہ آدم سے آدم ابوالبشر مراد ہے اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد وغیرہ نام بیان کئے گئے ہیں۔ ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے۔‘‘ (مکتوبات احمد جلد 1 صفحہ 82 پرانا ایڈیشن مکتوب بنام میر عباس علی) (مکتوبات احمد جلد 1 صفحہ 599 جدید ایڈیشن مکتوب بنام میر عباس علی)

1883ء محدث ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ ’’انت محدث اللّٰہ تو محدث اللہ ہے۔‘‘ (تذکرہ صفحہ 82 جدید ایڈیشن 2004ء)

1884ء تمام جہانوں پر فضیلت کا دعویٰ:

الہام: ’’انی فضلتك علی العالمین قل ارسلت الیکم جمیعا‘‘ میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (اربعین نمبر 2 صفحہ 7 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 353)

1884ء یوسف ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’و کذلك مننا علی یوسف لنصرف عنه السوء والفحشاء ولتنذر قوما ما انذر أباءهم فهم غفلون‘‘ اور اسی طرح ہم نے یوسف پر احسان کیا تا کہ ہم اس سے بدی اور فحش کو روک دیں اور تا کہ تو ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادوں کو کسی نے نہیں ڈرایا، سو وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اس جگہ یوسف کے لفظ سے یہی عاجز (مرزا قادیانی) مراد ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 555 مندرجہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 661، 662)

1891ء خدا ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’ورایتنی فی المنام عین اللّٰہ و تیقنت اننی هو‘‘ (میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں)۔

(تذکرہ صفحہ 152 ایڈیشن چہارم 2004ء)

1891ء مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارے میں پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں خبر دی گئی ہے اور وعدہ دیا گیا ہے۔‘‘ (تذکرہ صفحہ 138 طبع چہارم 2004ء) (فتح اسلام صفحہ 15، 16 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 10، 11)

1891ء مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ الہام: جعلناك المسیح بن مریم (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 634 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 442)

(تذکرہ صفحہ 150 طبع چہارم)

1892ء صاحبِ ’’کن فیکون‘‘ ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ الہام: ’’إنما أمرك إذا أردت شیئاً أن تقول له کن فیکون ‘‘یعنی تیری یہ بات کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 95 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 124) (تذکرہ صفحہ 164 طبع چہارم)

1894ء مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’بشرنی وقال إن المسيح الموعود الذی یرقبونہ والمھدی المسعود الذی ینتظرونہ ھو انت‘‘ (خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے)۔ (اتمام الحجۃ صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 275)، (تذکرہ صفحہ 209 طبع چہارم)

1898ء امام زماں ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام زماں میں ہوں۔‘‘ (ضرورۃ الامام صفحہ 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 495)

1900ء خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ الہام ہوا ’’انت منی بمنزلۃ اولادی تو میری اولاد کی طرح ہے۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 325 ایڈیشن چہارم 2004ء)

1900ء زندگی اور موت کے مالک ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’مجھے فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔‘‘

(خطبہ الہامیہ صفحہ 23 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 55،56)

1900ء مدینۃ العلم ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’مجھے الہام ہوا کہ ’’انت مدینۃ العلم‘‘ تو علم کا شہر ہے۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 320 ایڈیشن چہارم 2004ء)

1900ء بیت اللہ ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’خدا نے اپنے الہام میں میرا نام ’’بیت اللہ‘‘ بھی رکھا ہے۔‘‘ (اربعین نمبر 4 صفحہ 15 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 445)

1900ء میکائیل ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آ گیا ہے اور دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے۔‘‘

(اربعین نمبر 3 صفحہ 25 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 413)

1900ء خاتم الاولیاء ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’اور میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں۔‘‘ (خطبہ الہامیہ صفحہ 35 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 70)

1901ء شرعی نبی ہونے سے انکار:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’میں مستقل طور پر شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ ہی مستقل طور پر نبی ہوں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 210)

1901ء خاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’(میں) بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 5 مندرجہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 212)

1902ء حاملہ ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ’’میرا نام مریم رکھا پھر دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی۔ اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ اور پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی۔ اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ آخر کئی ماہ کے (حمل کے) بعد جو 10 مہینے سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔‘‘ (کشتی نوح صفحہ 47 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 50)

1902ء معجون مرکب ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’میں اپنے خاندان کی نسبت کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک شاہی خاندان ہے۔ اور بنی فارس اور بنی فاطمہ کے خون سے معجون مرکب ہے۔‘‘ (تریاق القلوب صفحہ 70 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 287)

1902ء عیسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہونے کا دعویٰ:

1۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (دافع البلاء صفحہ 20 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 240)

2۔ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’خدا، رسول تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح موعود کو (یعنی مرزا قادیانی کو) مسیح ابن مریم (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) سے افضل قرار دیا ہے۔ یہ شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ تم (یعنی مرزا قادیانی) مسیح ابن مریم (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) سے اپنے آپ کو افضل قرار دیتے ہو۔‘‘ (حقیقۃ الوحی صفحہ 155 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 159)

(جاری ہے)

مدارس، اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ کرام اور عوام کے لئے
خوشخبری
4 روزہ
تحفظِ ختمِ نبوت کورس
آیئے اور ایمان بڑھایئے
بمقام
دفتر عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ
نمائش چورنگی ایم اے جناح روڈ کراچی
نامور علماء و مناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے ان شاء اللہ
آغاز کورس
13 ذوالحجہ 1447ھ
اختتام کورس
16 ذوالحجہ 1447ھ
بوقت
صبح 8 تا دوپہر 1 بجے
زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب مدظلہ
یادگارِ اسلاف استاذ العلماء
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، مہتمم و شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
زیرِ نگرانی
حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب مدظلہ
استاذ العلماء یادگارِ اسلاف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کراچی
حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مدظلہ
خطیب پاکستان مجاہدِ ختم نبوت
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا ✦ امتحان میں کامیاب ہونے والے طلباء کرام کو اسناد دی جائیں گی ✦ پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات بھی دیئے جائیں گے
✦ امتحان میں وہی طلباء شرکت کر سکتے ہیں جن کا باقاعدہ کورس میں داخلہ ہوا ہو۔
نوٹس لکھنے کے لئے کاغذ، قلم ہمراہ لائیں۔
آئیے مجاہدین ختم نبوت اور غلامانِ محمد ﷺ کی فہرست میں شمولیت اختیار کریں
کورس میں شرکت کے لئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں
0332-2454681
0333-6552183
زیرِ اہتمام
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کراچی
برائے رابطہ:
021-32780337
www.khatm-e-nubuwwat.com
پشاوری پرنٹرز 0315-3796371 کراچی

REGD. SS. 160

عقیدۂ ختمِ نبوت کی سربلندی، تحفظِ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لیے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قُربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجئے

عَالمی مجلسِ تحفّظِ ختمِ نبوّت کا تعارف

❁ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت اکابر علمائے اُمت کی قیادت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والی بین الاقوامی جماعت تردید قادیانیت کے محاذ پر تمام مذہبی و دینی جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ ❁ جماعت کی کوششوں اور قُربانیوں کی بدولت الحمد للہ! قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ ہوا، قادیانیت کا فتنہ روبہ زوال ہوا۔

❁ ملک بھر کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں مجلس کے زیرِاہتمام 30 مراکز و مساجد، 40 مبلغین جبکہ 12 سے زائد دینی مدارس و مکتب خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ❁ مجلس کے شعبہ تصنیف و تالیف سے ردِقادیانیت کے موضوع پر اکابرینِ اُمت کی بیسیوں ضخیم اور معرکۃ الآراء کتب طبع ہوچکی ہیں۔

❁ عربی، اُردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں مُفت لٹریچر کی تقسیم۔ ❁ ہفت روزہ ''ختمِ نبوت'' کراچی اور ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا محاسبہ۔ ❁ اعلیٰ عدالتوں میں قادیانیت کا تعاقب۔ ❁ مدرسہ عربیہ مسلم کالونی چناب نگر میں دارالمبلغین اور سالانہ ردِقادیانیت کورس۔ ❁ پورے ملک میں ختمِ نبوت کانفرنسز، سیمنارز، کوئز پروگرام، تربیتی کورسز کے ذریعہ قادیانی دجل کا محاسبہ۔ ❁ مُفت ختمِ نبوت خط و کتابت کورس۔ ❁ انٹرنیٹ، سی ڈیز اور سوشل میڈیا کے ذریعہ ابلاغ ختم نبوت اور تردید مرزائیت۔

اس کام میں مخیّر دوستوں اور دردمندانِ ختمِ نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دے کر اس کے بیتُ المال کو مضبوط کریں۔

ترسیلِ زر کا پتہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون +92-61-4583486, +92-61-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)، ایم اے جناح روڈ کراچی
فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
IBAN # PK068ABPA0010010964680019 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
IBAN # PK45ABPA0010010964710018 (انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر)
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

اپیل کنندگان:

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ — امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب — مرکزی ناظمِ اعلیٰ